بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد 47　　وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ　　شمارہ 8

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

21 شوال 1418 ہجری 19 تبلیغ 1377 ہش 19 فروری 98ء

اخبار احمدیہ

لندن ۱۳؍ فروری (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں الحمد للہ۔ پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر آن حضور کا حامی و ناصر ہو اور معجزانہ تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اپنی بیویوں کو اِس مسافر خانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو

ارشادِ ربّی: ☆ وعاشروھن بالمعروف　(النساء:۲۰)

ترجمہ۔ اور اُن عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔

☆ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف　(البقرہ:۲۲۹)

ترجمہ۔ عورتوں کے حقوق مردوں پر اُسی طرح ہیں جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں۔

حدیث نبوی: خیرکم خیرکم لا ھلہ　(متفق علیہ)

ترجمہ۔ تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں سے بہترین سلوک کرتا ہے۔

ارشادات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام......

"اللہ جل شانہ' فرماتا ہے وعاشروھن بالمعروف یعنی اپنی بیویوں سے تم ایسی معاشرت کرو جس میں کوئی امر خلاف اخلاق معروفہ کے نہ ہو اور کوئی وحشیانہ حالت نہ ہو۔ بلکہ ان کو اس مسافر خانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں خیرکم خیرکم لاھلہ یعنی تم میں سے بہتر وہ انسان ہے جو اپنی بیویوں سے نیکی سے پیش آوے۔ انسان کی بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے جس کو خدا نے اس کے حوالے کر دیا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ ہر ایک انسان اس سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ نرمی برتنی چاہئے۔ اور ہر ایک وقت دل میں یہ خیال کرنا چاہئے کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ میں کیونکر شرائط مہمانداری بجالاتا ہوں۔ اور میں ایک خدا کا بندہ ہوں اور یہ بھی ایک خدا کی بندی ہے۔ مجھے اس پر کونسی زیادتی ہے۔ خونخوار انسان نہیں بننا چاہئے۔ بیویوں پر رحم کرنا چاہئے۔ اور ان کو دین سکھلانا چاہئے۔ درحقیقت میرا یہی عقیدہ ہے کہ انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اس کی بیوی ہے۔ میں جب کبھی اتفاقاً ایک ذرہ درشتی اپنی بیوی سے کروں تو میرا بدن کانپ جاتا ہے کہ ایک عورت کو خدا نے صدہا کوس سے لاکر میرے حوالہ کیا ہے۔ شاید معصیت ہوگی کہ مجھ سے ایسا ہوا۔ تب میں ان کو کہتا ہوں کہ تم اپنی نماز میں میرے لئے دُعا کرو کہ اگر یہ امر خلاف مرضی حق تعالیٰ ہے تو مجھے معاف فرمادے۔ اور میں بہت ڈرتا ہوں کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔"

(فتاویٰ احمدیہ جلد دوم صفحہ ۳۸)

۲۔ "عورتوں کے حقوق کی حفاظت جیسی اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں ولھن مثل الذی علیھن میں ہر ایک قسم کے حقوق بیان فرمادیئے۔ یعنی جیسے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر بھی ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں۔ اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے اور پردہ کے طریق کو ایسے ناجائز طریق سے کام میں لاتے ہیں کہ گویا وہ زندہ درگور ہوتی ہیں۔ چاہئے کہ اپنی عورتوں سے انسان کا دوستانہ طریق اور تعلق ہو۔ اصل انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ اگر ان سے اس کے تعلقات اچھے نہیں تو پھر خدا سے کس طرح ممکن ہے کہ صلح ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے خیرکم خیرکم لا ھلہ یعنی اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرنے والا ہی تم میں سے بہترین ہے۔"

(البدر ۲۲ مئی ۱۹۰۳ء)

کون میری جماعت میں سے نہیں ہے

(ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دُعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا۔ بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص دُنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب۔ قمار بازی سے' بدنظری سے اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دُعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بدرفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور اُن کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی جو خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدیٔ معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کیلئے تیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک زانی' فاسق' شرابی' خونی' چور قمار باز۔ خائن۔ مرتشی۔ غاصب۔ ظالم۔ دروغ گو جعل ساز۔ اور اُن کا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں۔ تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے۔'

(کشتی نوح)

رمضان المبارک کی وجہ سے

جلسہ سالانہ قادیان اب ۵۔۶۔۷؍ دسمبر ۹۸ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا

احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال ماہ رمضان المبارک کے پیش نظر جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۵۔۶۔۷؍ دسمبر ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ۔ اتوار۔ سوموار۔ فتح ۵۔۶۔۷؍ ۱۳۷۷ ہش کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت نوٹ فرمالیں۔ اور ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اور دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مرکز احمدیت قادیان دارالامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ آمین۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

پاکستان کے بعد
اب ہندوستان میں بھی دیوبندی فرقہ پرستی کا زہر

(1)

۱۹۹۷ء کا سال جماعت احمدیہ کے مخالف مولویوں بالخصوص جمعیۃ العلماء ہند اور تحفظ ختم نبوت کی دکانیں سجانے والے دیوبندی مولویوں کے لئے سخت بے چینی اور کھلبلی کا سال رہا یہاں تک کہ پہلے ۱۴ر جون کو ہندوستان کے دیوبندی مدارس کے "مجاہدین" کو جامع مسجد دہلی کے نزدیک اردو پارک میں اکٹھا کیا گیا۔ جمعیۃ العلماء ہند کے صدر اسعد مدنی صاحب کی صدارت میں ایک نام نہاد "تحفظ ختم نبوت کانفرنس" میں حسب سابق جماعت احمدیہ پر جھوٹے الزامات لگاکر عوام کو دیوبندی جہاد پر اکسایا گیا۔ اور حکومت ہند کی خدمت میں ایک قرارداد پیش کرکے دردمندانہ التجا کی گئی کہ احمدیوں کو پاکستان کی طرح یہاں بھی غیر مسلم قرار دیا جائے۔ قرارداد میں جو محمد عثمان پوری ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند (یوپی) کی جانب سے پیش کی گئی کہا گیا ہے کہ۔

ا۔"نیز یہ کانفرنس پوری سنجیدگی کے ساتھ حکومت ہند سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ قادیانیوں کو مسلم فرقہ سے الگ کرکے غیر مسلم قرار دے اور انہیں مسلمانوں والا کلمہ طیبہ اور دوسری اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے اور اپنی عبادت گاہیں مسجد کی شکل میں بنانے اور ان کو مسجد کا نام دینے سے روکے"۔

اسی طرح عام مسلمانوں کو اکساتے ہوئے اس قرارداد میں یوں لکھا ہے۔

۲۔"یہ کانفرنس مسلمانوں پر واضح کردینا چاہتی ہے کہ قادیانی لوگ مرتد بلکہ زندیق اور کافر ہیں یعنی کفر پر ایمان واسلام کی ملمع سازی کرکے کفر پھیلانے میں مصروف ہیں لہٰذا قادیانی لوگ خدا اور رسول کے دشمن ہیں قرآن کریم کے مطابق ایسے لوگوں سے تعلقات اور دوستی رکھنا ایمان کے خلاف ہے اس لئے ان کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ ☆ان کا مکمل سماجی معاشرتی بائیکاٹ کرنا واجب ہے ☆ان سے سلام کلام لین دین اور تعلقات رکھنا ☆ان کی تقریبات میں شریک ہونا ☆ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا ☆ان سے رشتہ ناطہ اور شادی بیاہ کرنا ☆مسلمانوں کے قبرستان میں ان کے مردوں کو دفن کرنا ☆غرض یہ کہ مسلمانوں جیسا سلوک ان کے لئے روا رکھنا قطعی حرام ہے۔ لہٰذا تمام مسلمان عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانی فتنہ کی سرکوبی کیلئے نام نہاد احمدیوں (یعنی قادیانیوں و لاہوریوں کے بارے میں) شرعی حکم پر عمل پیرا ہوکر ان کا مکمل بائیکاٹ کریں اور اپنی ایمانی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرکے حضور اقدس ﷺ کی خصوصی توجہات اپنی طرف مبذول کرانے کی سعادت حاصل کریں"۔

(روزنامہ اردو ٹائمز جمعہ میگزین ۲۰ر جون ۹۷ء بحوالہ بدر ۳۱ جولائی ۱۹۹۷ء)

جب بغض وحسد کی چنگاریاں ۱۴ر جون کی کانفرنس کے بعد بھی نہ بجھیں تو لکھنؤ میں ۱۲ر ۱۳ ستمبر کو انگریزوں کے بنائے ہوئے اور ان کے وظیفہ پر پلنے والے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں امام حرمین اور ۸ مسلم ممالک کے نام نہاد مندوبین اور رابطہ عالم اسلامی کے ڈپٹی جنرل سیکرٹری شیخ محمد نصیر العبودی کو بلا کر جماعت احمدیہ پر طرح طرح کے جھوٹے الزامات لگائے گئے اور ان ممالک کے آگے ہاتھ پھیلائے گئے کہ ہندوستان میں جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی طاقت کو روکنے میں ان کے ممد ومعاون بنیں۔ گویا بالکل پاکستانی طرز پر ہندوستان میں بھی جماعت احمدیہ کی مخالفت کا کاروبار شروع کیا جارہا ہے۔ ان جلسوں کے علاوہ پاکستان کے بعض سرکاری مولویوں کی لکھی ہوئی شرانگیز کتابیں بھی دیوبند میں دفتر تحفظ ختم نبوت کی جانب سے شائع کی جارہی ہیں۔ جن میں نہ صرف مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالی جارہی ہے بلکہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان بھی اختلافات وفسادات کے دائروں کو وسیع تر کیا جارہا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ ہم ان کتابوں کے حوالوں سے باثبوت یہ سب باتیں اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

ہمیں دیوبندیوں اور ندویوں کے ان جلسوں سے کچھ غرض نہیں اور نہ ہی ایسی کتابوں کی اشاعت پر کچھ تعجب ہے کیونکہ تخریب کی خاطر، باہر سے مانگی ہوئی بھیک کو اگر اپنے مفاد کیلئے بے دردی سے ڈکارنا ہے تو کچھ حصہ انہیں نرچ کرکے بھی دکھانا ہوگا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ قادیانیت کے نام پر دیوبندی کروڑوں روپیہ بعض مسلم ممالک سے لوٹ رہے ہیں جس میں سے خطیر حصہ اپنے اور اپنے دوستوں کے پیٹ بھرنے میں صرف ہوتا ہے۔ مسلمان ان سے ان رقوم کا حساب بھی پوچھتے ہیں لیکن یہ بے شرمی اور خاموشی سے سر نیچے جھکائے اپنے دن گزار رہے ہیں۔

یہ کہانی آج کی نہیں ہے ماضی میں بھی جمعیۃ العلماء کے لیڈروں اور مجلس احرار پر معصوم مسلمانوں سے چندوں کے نام پر رقمیں لوٹ کر اپنے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کے الزامات لگتے رہے ہیں۔ چنانچہ انجمن تحفظ حقوق سواد اعظم برطانیہ کی طرف سے شائع کردہ ایک مضمون بعنوان "مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض ومقاصد" میں ...... لکھا ہے:

"دیوبندیوں کے ہر کام میں زر اندوزی کا مقصد درپیش ہوتا ہے چنانچہ تحفظ ختم نبوت کا صدر مشہور قصہ خوانی مولوی محمد علی جالندھری جس نے دو تین کاروباری حصہ دار مبلغ بھی اپنے ساتھ منتھی کر رکھے،

ماہنامہ الندوہ لکھنؤ دسمبر ۱۹۰۸ء

ہیں لاکھوں روپیہ نبی کے ناموس کے نام پر جمع کرکے زمین کے مربعے اور آڑھت کی دکانوں سے مشرف ہوکر نعیم دارین واجر عظیم سے ثواب عظیم حاصل فرما چکے ہیں چنانچہ دیوبندی فرقہ کے مرشد اعظم جناب مفتی عبدالکریم شورش کشمیری اپنے رسالہ چٹان میں اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

دیکھو ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء

اب اس دور میں بھی تحفظ ختم نبوت کے نام پر جو دکان انہوں نے کھولی ہے اور جس کی خاطر یہ نہ صرف عرب ممالک سے رقمیں اینٹھ رہے ہیں بلکہ بھولے بھالے مسلمانوں کو بھی لوٹ رہے ہیں ان کے خلاف چندوں کی رقوم ہڑپ کرنے کے الزامات لگ رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار نئی دنیا دہلی اپنی ۱۵ تا ۲۱ر جولائی ۹۷ کی اشاعت میں جمعیۃ العلماء اور اس کی حلیف پارٹیوں کے بارے میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"یہ جماعت پروگراموں کے اعلان اور چندے کی فراہمی میں دوسری جماعتوں سے بہتر کرتی ہے مثلاً ۶۰-۷۰ کی دہائی میں انگریزی اخبار نکالنے کیلئے پیسہ کی فراہمی کا اعلان کیا گیا پیسہ جمع ہوا لیکن اخبار نہ نکلا اسی طرح آٹھویں دہائی میں مدح ملت بچاؤ تحریک کا اعلان ہوا اور چندے کی فراہمی ہوئی مگر تحریک اپنی ابتدائی منزل سے آگے نہ بڑھی۔ لہٰذا موجودہ تحریک (یعنی تحفظ ختم نبوت تحریک) بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے"۔

جمعیۃ العلماء کی خود غرضی مفاد پرستی اور اقرباء پروری کا ذکر کرتے ہوئے اخبار ہند سماچار جالندھر ۲۱ اکتوبر ۹۷ء کی اشاعت میں جمعیۃ کے جنرل سیکرٹری مولانا اسعد مدنی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"ایسا نہیں کہ جمعیۃ میں انتشار پہلی بار ہوا ہے۔ اس سے پہلے بھی جمعیۃ علماء کئی بار ٹوٹ کر خلفشار کا شکار ہو چکی ہے ایک مرتبہ تو مولانا سید احمد ہاشمی، مولانا عبد الباری اجراڑوی، مولانا آس محمد گلزار قاسمی اور مولانا جوہر جیسے باوقار راہنما یہ کہہ کر جمعیۃ سے علیحدہ ہوگئے تھے کہ تنظیم کے صدر خود غرض اور مفاد پرست ہیں انہیں قوم سے کوئی ہمدردی نہیں۔ ان حضرات نے بھی جمعیۃ علماء کے نام سے ایک الگ تنظیم بنالی جس کے صدر مولانا وحید الزمان کیرانوی مرحوم بنائے گئے۔ دوسری بار جمعیۃ میں زیادہ ہلچل پیدا ہوئی اور اس وقت کے جنرل سیکرٹری مولانا اسرار الحق قاسمی' مولانا خلیل جیسے جید علماء دین نے صاف صاف یہ الزام لگایا کہ جمعیۃ کے صدر مولانا اسعد مدنی اقرباء پروری میں لگ گئے ہیں جس کے نتیجہ میں قوم کی امانت میں ہیرا پھیری اور امانت کا بیجا استعمال ہو رہا ہے"۔

اخبار لکھتا ہے۔

"کیا جمعیۃ العلماء ہند خاندانی جاگیر ہے جو وراثت میں ملی ہو اور جس کی بندر بانٹ گھر میں ہی ہو سکتی ہو؟"

یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ ندوی۔ دیوبندی اور جمعیۃ العلماء کے اراکین اس مرتبہ قادیانیت کے نام پر اندرون وبیرون سے امدادیں اکٹھی کرکے جو پر تشدد تحریک ہندوستان میں چلا رہے ہیں مسلم عوام کے حق میں اس کے نہایت خطرناک نتائج نکلنے والے ہیں جو یقیناً پاکستان میں پھیلی ہوئی گروہی اور فرقہ واری جنگ سے بھی کہیں زیادہ ہولناک ہوں گے جس کا تجزیہ ہم انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں کریں گے۔ (باقی)

منیر احمد خادم

صوبائی کانفرنس کیرلہ
تاریخ انعقاد ۲۶ و ۲۷ اپریل ۱۹۹۸ء بروز اتوار و پیر بمقام کروناگپلی

انشاء اللہ تعالیٰ صوبائی کانفرنس کیرلہ ۱۹۹۸ء مورخہ ۲۶ر ۲۷ اپریل بروز اتوار و پیر بمقام کروناگپلی منعقد ہو رہی ہے۔ احباب جماعت سے بکثرت اس کانفرنس میں شمولیت اور اس کے ہر لحاظ سے کامیاب ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

امتحان دینی نصاب برائے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
بابت سال ۹۸-۱۹۹۷ء

جملہ قائدین کی آگاہی کیلئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ دوران سال تمام مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کا امتحان دینی نصاب مورخہ ۲۳ر اگست ۱۹۹۸ء کو ہوگا۔ لہٰذا تمام قائدین سے گزارش ہے کہ ابھی سے نصاب کے مطابق اپنی مجلس میں تعلیمی کلاسز کا اجراء کروا کر بروقت امتحان کروائیں۔

نصاب کے مطابق اگر کتب آپ کے پاس نہ ہوں تو فوراً دفتر نشر واشاعت سے رابطہ قائم کرکے منگوالیں یاد رہے کہ امتحان میں اول۔ دوئم۔ سوئم آنے والے کو سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بھارت کے موقعہ پر انعام بھی دیا جائے گا۔

اسی طرح جو خدام معیار اول یا معیار دوئم میں امتحان دینا چاہتے ہیں ان کی اصل تعداد سے دفتر ہذا کو مطلع کریں تا کہ بروقت اس کے مطابق سوالیہ پرچے بھجوائے جاسکیں۔

(مہتمم تعلیم)

خطبہ جمعہ

نماز کو خوب سنوار کر پڑھنا چاہئے
نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۱/نومبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۱/نبوت ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

گزشتہ چند خطبات میں نماز کے تعلق میں مَیں نے کچھ باتیں بیان کی ہیں اور اسی تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ گزشتہ اقتباس میں مَیں نے یہ گزارش کی تھی کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں سُبحانَ مَن یَرانی آپ اس بات کو ضرور نماز میں ہمیشہ ملحوظ رکھیں کہ اللہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ لیکن حدیث کے جو اصل الفاظ ہیں جیسے کہ بخاری میں ہیں اس میں پہلے یہ ذکر ہے کہ گویا تُو خدا کو دیکھ رہا ہے اگر نہیں تو پھر یاد رکھ کہ خدا تجھے دیکھ رہا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر میں اور اس مضمون میں فی الحقیقت تضاد نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ کی طرز ایسی ہے کہ تو اسے دیکھنے کی کوشش کر ورنہ یاد رکھ کہ وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ اس معنے میں اگر آپ اُس مضمون کو سمجھیں تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ کہنے میں کہ وہ ہمیشہ مجھے دیکھ رہا ہے اور اس حدیث کے الفاظ میں ہرگز کوئی تضاد نہیں۔ غور سے علماء پھر پڑھ کے دیکھ لیں ان کو غور کے بعد یہی بات سمجھ آئے گی کہ ایک کوشش کی طرف حدیث متوجہ کرتی ہے کہ کوشش کر کہ تو اسے دیکھ جو بہر حال تجھے دیکھ رہا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کہنا کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے پہلے مضمون کو بھی ملحوظ رکھتے ہوئے ہے۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام دیکھ رہے ہیں یہ مضمون اس میں داخل ہے۔ مگر بہر حال بہت سے علماء چونکہ ظاہری الفاظ کے نیچے نہیں اترتے اس لئے ان کو بسا اوقات تضاد دکھائی دیتا ہے مگر فی الحقیقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی بیان میں ہرگز کوئی تضاد نہیں۔ ہمیشہ آپ اسے قرآن و حدیث کے مطابق ہی پائیں گے۔ اس مختصر تشریح کے بعد جس کی تفصیل شاید مجھے بعد میں مزید بیان کرنی پڑے میں اب واپس اسی مضمون کی طرف لوٹتا ہوں جہاں سے وہ چھوڑا گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ پر بات ختم ہوئی تھی کہ وہ مومن متقی نماز میں لذت پاتا ہے۔

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں "اس لئے نماز کو خوب سنوار کر پڑھنا چاہئے۔ نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے"۔ نماز کے متعلق یہ الفاظ غور طلب ہیں، "نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے"۔ معراج اور جڑ یہ دو مختلف باتیں ہیں۔ بیک وقت آپ کا یہ کہنا بعض علماء کو شاید تضاد دکھائی دے حالانکہ ہرگز تضاد نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نے ایک سلسلہ قائم فرمایا ہے جڑ کا اس کے منتہیٰ تک۔ فرماتے ہیں: "نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے" نماز جڑ بھی ہے اور منتہیٰ بھی ہے۔ وہ زینہ بھی ہے جس پر قدم رکھ کر انسان بالآخر اپنے معراج کو پہنچتا ہے۔ جو اس کا منتہیٰ کا مقام اللہ کے نزدیک مقدر ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان عبارتوں کو خوب غور سے پڑھیں اور یاد رکھیں کہ نماز مومن کا معراج ہے۔

معراج کے متعلق یاد رکھیں کہ ہر شخص کا معراج الگ الگ ہے اور ہر انسان اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے یا بعض دفعہ نہیں اٹھایا جاتا۔ آنحضرت ﷺ کا معراج اَور معراج تھا کیونکہ آپؐ کی پرواز بہت بلند تھی۔ وہ زینہ جو آپؐ کی نماز نے قائم کیا تھا وہ بہت دور تک اوپر چلا جاتا تھا۔ مگر ہر شخص کی ایک حد مقرر ہے وہ اپنی توفیق سے آگے بڑھ نہیں سکتا۔ پس وہ شخص جو نماز کی جڑ کو قائم کرتا ہے پھر وہ زینہ تعمیر کرتا ہے نماز کے ذریعے جو اس کو اس کی معراج تک پہنچاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر شخص کی بلندی کا ایک منتہیٰ مقدر ہے اور اگر وہ کوشش کرے تو اس آخری منزل تک پہنچ سکتا ہے جس کے قویٰ اس کو عطا کئے گئے ہیں۔ اور اگر وہ ایسا کرے گا تو یہ اس کا معراج ہوگا اور یہ معراج نماز کے ساتھ وابستہ ہے۔ نماز کے بغیر ناممکن ہے کہ انسان اپنی صلاحیتوں کو درجہ معراج تک پہنچائے۔

فرماتے ہیں: "اس دین میں ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ اور راستباز ابدال، قطب گزرے ہیں انہوں نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے؟ اسی نماز کے ذریعے سے۔ خود آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں "قُرَّۃُ عَینی فی الصَّلٰوۃِ" یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور فی الحقیقت جب انسان اس مقام اور درجے پر پہنچتا ہے تو اس کے لئے اکمل اتم لذت نماز ہی ہوتی ہے"۔ اب یہ بھی دو الگ الگ باتیں دکھائی دیتی ہیں حالانکہ ان کے درمیان ایک گہرا تعلق ہے۔ "راستباز ابدال قطب گزرے ہیں انہوں نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے؟ اسی نماز کے ذریعے سے"۔ اور حضور اکرم ﷺ کے متعلق جو اس کے معاً بعد آپ نے فرمایا وہ اس بات سے کچھ مختلف دکھائی دیتا ہے۔

فرمایا: "خود آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: "قُرَّۃُ عَینی فی الصَّلٰوۃِ" یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے"۔ مراد یہ ہے کہ وہ جو مراتب گزشتہ بزرگوں نے طے کئے اس لئے طے کئے کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز تھی۔ اگر آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں نہ ہو تو ہرگز نماز کے ذریعہ سے انسان وہ بلند مراتب حاصل نہیں کر سکتا جو نماز اسے عطا کر سکتی ہے۔ پس یہ آنکھوں کی ٹھنڈک کا مسئلہ ہے۔ نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک پیدا ہونا یہ خود بہت محنت طلب مجاہدے کو چاہتا ہے۔ پس کیسے یہ مجاہدے کئے جائیں، کیسے یہ محنت ماری جائے یعنی اس محنت میں سر کھپایا جائے یہ مضمون ہے جو آگے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارتوں کے پڑھنے سے نسبتاً آسان ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں: "اور فی الحقیقت جب انسان اس مقام اور درجے پر پہنچتا ہے تو اس کے لئے اکمل اتم لذت نماز ہی ہوتی ہے اور یہی معنے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے ہیں۔ پس کشاکش نفس سے انسان نجات پاکر اعلیٰ مقام تک پہنچ جاتا ہے"۔ یہ جو لذت ہے نماز کی اس کے مقابل پر کشاکش نفس رکھی گئی ہے۔ نفس ہمیشہ اپنی طرف کھینچتا ہے اور جتنا کامیاب ہوتا ہے اتنا ہی لذت کم ہوتی جاتی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ نفس کی لذت کا ایک تقابل کیا گیا ہے۔ نماز میں لذت پانے کے ساتھ۔ جونہی انسان نفسانی لذتوں میں مبتلا ہوگا روحانی لذتیں کم ہوتی جائیں گی۔ پس فرمایا کشاکش نفس کی لذتوں سے نجات پائے بغیر فی الحقیقت نماز کی لذت نصیب نہیں ہو سکتی اور اگر نماز کی لذت نصیب نہ ہو تو نماز بلند تر روحانی مدارج تک نہیں پہنچا سکتی۔ "کشاکش نفس سے انسان نجات پاکر اعلیٰ مقام تک پہنچ جاتا ہے"

حضرت اقدس مزید فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ میں نے خیال کیا کہ صلوٰۃ میں اور دعا میں کیا فرق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ الصلوٰۃُ هی الدّعاءُ . الصلوٰۃُ مُخُّ العبادۃ یعنی نماز ہی دعا ہے، نماز عبادت کا مغز ہے۔ **جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں ہے**"۔ یہ معنے ہیں اس حدیث کے جو اکثر لوگوں کو سمجھ نہیں آتے کہ الصلوٰۃُ مُخُّ العبادۃ . الصلوٰۃُ هی الدّعاءُ اگر عام معنے لئے جائیں تو مراد ہے کہ دعا کر لو تو نماز پڑھ لو ایک ہی بات ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس غلط فہمی کا ازالہ فرماتے ہیں یہ کہہ کر کہ "انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں ہے"۔ اور وہ نماز میں بھی ہو تو اس

نماز کا نام صلوٰۃ نہیں ہے۔ اور نماز کی اعلیٰ سے اعلیٰ حالت میں بھی ہو تو جب تک وہ دنیوی امور کے لئے دعا ہے اس کا نام الصلوٰۃ نہیں ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے جس دعا کا نام الصلوٰۃ رکھا ہے وہ دعا اللہ کی رضا چاہنے کی دعا ہے، ہمیشہ اس کو طلب کرنے کی دعا ہے اور اسی طرح اگر یہ حالت ہمیشہ طاری رہے تو ہمیشہ انسان نماز میں رہتا ہے۔

بعض فقراء یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم تو ہر وقت نماز میں ہیں اور حالت یہ ہے کہ گندے، لغو کلمات ان کے منہ سے جاری ہوتے ہیں، دنیا کی باتوں میں وہ کھوئے رہتے ہیں اور ہر قسم کی خودسری کے نمونے دکھاتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ ہم تو بس نماز کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ بعض فقیر ایسے ہیں جو نہایت گندی گالیاں دے رہے ہوتے ہیں اور لوگ جو ان فقیروں کی عبادت کرتے ہیں جن میں بڑے بڑے بعض پاکستان حکومت کے سربراہ بھی شامل رہے ہیں وہ ان فقیروں کے دروازے تک پہنچتے ہیں اور وہ نہایت گندی گالیوں میں مصروف ہوتے ہیں اور وہ گویا یہ خدا تعالیٰ کا ایک احسان سمجھتے ہیں کہ وہ ان کو گندی گالی دے دے تاکہ ان کو تمام مقاصد نصیب ہو جائیں۔ یہ سب جہالتیں ہیں۔ ان جہالتوں کا کوئی دور کا بھی رسول اللہ ﷺ کے غلاموں سے تعلق نہیں، کجایہ کہ آنحضرت ﷺ نے خود یہ تعلیم دی ہو۔ آپ کی حالت نماز یہ تھی کہ ہر سانس میں آپ کی توجہ خدا کی طرف تھی اور خدا کی طلب کرتے تھے۔

پس یہ کہنا ایک ایسے شخص کا کہنا ہے، یہ قول ایک ایسے شخص کا قول ہے جس نے زندگی میں گہرے تجربے سے یہ بات معلوم کی ہے کہ الصلوٰۃُ ھی الدّعاءُ اور الصلوٰۃُ مُخ العبادۃ. پس حضرت رسول اللہ ﷺ کی اس حالت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سمجھا اور پھر اس کی یہ تشریح فرمائی کہ "انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں ہے۔ لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدنظر رکھتا ہے اور اگر انکسار، تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔ اصل حقیقت دعا کی وہ ہے جس کے ذریعے سے خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے۔ یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے اور انسان کو نامعقول باتوں سے ہٹاتی ہے"۔

اب یہ بھی ایک روزمرہ کی پہچان ہے۔ ہم میں سے ہر ایک لازماً اپنے روزمرہ کے مشاغل میں غیر معقول باتوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ کبھی مذاق ہے، کبھی اور ہلکی پھلکی باتیں ہیں جو اپنی ذات میں گناہ نہ بھی ہوں تو اس عرصے کے لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ نماز میں نہیں ہے۔ اور یہ حالت اگر آپ غور کریں تو جتنا ابتدائی سالک ہوگا اتنا ہی اس میں زیادہ پائی جائے گی۔ جتنا آگے بڑھے گا یہ عادت اس کی کم ہوتی چلی جائے گی اور اس کے روزمرہ کے اکثر لمحات خدا کے لئے ہوتے چلے جائیں گے۔ جب یہ ہو تو پھر نماز بننے لگتی ہے۔ اگر ایسا ہو تو اس کا عکس نماز پر بھی پڑتا ہے اور اسی حد تک نماز خدا کے لئے ہونی شروع ہو جاتی ہے جس حد تک اس کے دن رات خدا کے لئے مقدر ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "انسان کو نامعقول باتوں سے ہٹاتی ہے"۔ یہ یاد رکھنا چاہئے آپ سب کو کہ کتنا وقت روزانہ نامعقول باتوں میں صرف ہوتا ہے اور کتنا معقول باتوں میں۔
"اصل بات یہ ہے کہ انسان رضائے الٰہی کو حاصل کرے اس کے بعد روا ہے کہ انسان اپنی دنیوی ضروریات کے واسطے بھی دعا کرے"۔ اگر انسان اس بات سے ڈر جاتا ہے کہ اگر دنیوی حاجات کے لئے دعا کرنا میری عبادت نہیں ہے اور اس میں مخل ہے تو پھر میں حاجت روائی کس سے کروں، کس کا دروازہ کھٹکھٹاؤں کہ وہ میری حاجتیں پوری کرے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو ہر دروازہ کلیۃً بند کر دیا ہے اور ساتھ ہی خدا کا دروازہ بھی بند کر دیا ہے کہ اس دروازے پر اپنی حاجات لے کر نہ جاؤ یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے اس عبارت کو نہ سمجھنے سے جس کا ازالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرما رہے ہیں۔

فرماتے ہیں "اصل بات یہ ہے کہ انسان رضائے الٰہی کو حاصل کرے اس کے بعد روا ہے کہ انسان اپنی دنیوی ضروریات کے واسطے بھی دعا کرے۔ یہ اس لئے روا رکھا گیا ہے کہ دنیوی مشکلات بعض دفعہ دینی معاملات میں حارج ہو جاتی ہیں"۔ کیسا لطیف مضمون ہے جس نے دو مسئلے حل کر دئے۔ ایک دنیوی ضروریات کو دور کرنے کی وجہ بتا دی دوسرے اس دعا کے ساتھ ہی ملا دیا جو مقبول دعا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ یہ ایک باریک مضمون ہے جسے مجھے کھولنا پڑے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کے حضور اپنی ضروریات لے کر جانے کی اس حالت میں اجازت ہے کہ پہلے اس کی رضا کو حاصل کریں۔ اگر رضا کو حاصل کر کے پھر ایسا کرتا ہے تو اس میں ایک حکمت ہے کیوں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ اس لئے کہ دنیوی مشکلات اور مصائب اس کی راہ میں حائل ہو جاتے ہیں اور وہ خدا کی طرف توجہ نہیں کر سکتا۔ پس اگر اس لئے دعا کرے، یہ کہتے ہوئے التجا کرے کہ اے میرے اللہ میری مشکلات نے مجھے گھیر لیا ہے، میں جب کھڑا ہوتا ہوں یہ بلائیں مجھے چمٹ جاتی ہیں اور مجھے تیری طرف اپنے دماغ کو خالصۃً وقف کرنے کی توفیق نہیں دیتیں۔ اگر اس نیت سے انسان اپنی حاجات خدا سے مانگے گا تو لازماً حاجات تو ملیں گی ہی لیکن اس کا یہ حاجات مانگنا بھی ایک عبادت بن جائے گا۔ کیونکہ عبادت کی خاطر وہ یہ دعائیں مانگتا ہے کہ مجھے دنیا کے جھنجھٹوں سے اس حد تک آزاد کر دے کہ یہ میرے ذہن پر سوار نہ رہیں۔ جب میں عبادت کے لئے کھڑا ہوں تو مجھے چمٹ نہ جایا کریں تاکہ میرا ذہن تیری عبادت کے لئے فارغ ہو جائے۔ یہ لطیف مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مضمون سے نکالا ہے۔

پھر فرماتے ہیں: "خاص خامی اور کچے پن کے زمانہ میں یہ امور ٹھوکر کا موجب بن جاتے ہیں"۔ دوسری بات ایک اور بہت ہی عزیز، بہت دلچسپ فرماتے ہیں کہ اس لئے بھی دنیوی امور میں دعا کرنا منشاءِ الٰہی کے ہمیشہ خلاف نہیں ہوتا کہ اگر یہ دعا نہ کی جائے تو وہ سالک جو ابھی ابتدائی منازل پر ہے بعض دفعہ یہ دنیوی امور اور ان کے مسائل اس کے لئے ٹھوکر کا موجب بن جاتے ہیں اور وہ سمجھتا ہے کہ اللہ کو ہماری پرواہ ہی کوئی نہیں۔ پس اگر اس وجہ سے خدا سے التجا کی جائے کہ وہ ان ابتدائی ٹھوکروں سے بھی انسان کو نجات بخشے اور انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ میرا ایک خدا ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے۔ ایسی صورت میں یہ دعا جو ہے یہ عبادت والی دعا بن جائے گی۔

"صلوٰۃ کا لفظ پُرسوز معنی پر دلالت کرتا ہے جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے"۔ اب یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد یہ سوز کی بات فرمائی گئی ہے کہ سوز پیدا کرنا بندے کے اپنے بس کی بات نہیں ہے لیکن ایک ایسا موقع بیان فرمایا جس موقع کا سوز سے تعلق ہے۔ اگر ایک انسان کو مشکلات گھیر لیں اور اس کے نقصانات ایسے ہوں کہ جو بعض دفعہ ساری زندگی کو اداس کر دیتے ہیں۔ کسی قریبی، کسی پیارے کی موت ہے جو ایک دفعہ واقع ہو گئی مگر ساری عمر اس کے بعد پیچھے رونا پیٹنا چھوڑ دیتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس سوزش کا ذکر کیا ہے کہ وہ دعا میں ہونی چاہئے وہ ایسے موقعوں پر نصیب ہوتی ہے۔ جب دنیوی مشکلات انسان کو گھیرتی ہیں تو طبعاً دل میں ایک سوزش پیدا ہوتی ہے اس سوزش سے فائدہ اٹھالو اور دعا کرو۔ پھر جب وہ مقبول ہو گی تو اللہ کی محبت کی سوزش بھی ساتھ دل میں پیدا ہو جائے گی۔ یہ باریک تعلقات ہیں مگر بالکل حقیقی تعلقات ہیں۔ ان میں ایک ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ انسانی فطرت اسی طرح چلتی ہے کہ پہلے ایک سوزش دعا میں تبدیل ہو اگر انسان متوجہ ہو اس بات کی طرف اور وہ سوزش کی دعا مقبول ہو جائے، اور جس نے یہ قبول کی ہے پھر اس کے لئے ایک محبت پیدا ہو جائے، پھر وہ محبت اتنا بڑھے کہ محبت کی سوزش ہر دنیا کی طلب کی سوزش سے آگے بڑھ جائے۔ یہ وہ مقام ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں فرماتے ہیں "جب ایسی حالت کو پہنچ جائے جیسے موت کی حالت ہوتی ہے تب اس کا نام صلوٰۃ ہے"۔ اب عام انسان تو سوچ بھی نہیں سکتا کہ ہر روز، ہر لمحہ اس پر ایک موت کی حالت طاری ہو لیکن یہ سوچیں کہ یہ کس کا کلام ہے۔ اس کا کلام ہے جس نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی میں آپؐ کے قدموں کے نشانات کو چومتے ہوئے سفر کیا۔ یہ لکھتے وقت لازماً آپ کی نگاہ اس آیت پر ہو گی جو پہلے بھی کئی دفعہ پڑھ چکا ہوں: ﴿قُل انّ صَلاتی و نُسُکی و مَحیایَ وَ مَماتی لِلّٰہ رَبّ العَالَمین﴾ یہ موت جو اللہ کے لئے ہوتی ہے یہ ایک پیاری موت ہے اور اس موت کے اعلان کا خدا تعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم دیتا ہے تُو اعلان کر کہ مجھے یہ موت نصیب ہو گئی ہے۔ پس عام پڑھنے والا ڈر جاتا ہے ان باتوں کو پڑھ کے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان عبارتوں کو پڑھ کے بعض کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں کہ ہم کیسے یہ سفر کر سکتے ہیں۔ ہم کون، ہماری مجال کہاں کہ روزانہ ہر وقت موت کا منہ دیکھیں۔ لیکن وہ موت جو کسی پیارے کی خاطر قبول کی جاتی ہے اسی کا دوسرا نام زندگی ہے۔ پس محیایَ و مماتی میں فرق ہی کوئی نہیں۔ اگر اللہ کے لئے ہو اور ہر لمحہ ہو تو جیسے ایک دیکھنے والا دور سے موت دیکھ رہا ہے، محسوس کرنے والا اس سے زندگی پاتا ہے اور محیایَ وَمماتی کے درمیان فرق ہی نہیں کر سکتا۔ وہ ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں۔ فرمایا تب اس کا نام صلوٰۃ ہوتا ہے۔ اب اس وقت تک پہنچنے سے پہلے ہم کیا کریں کیونکہ ایسے پر شکستہ اور بے طاقت ہیں کہ گرتے پڑتے بھی اس طرف سفر کریں، سفر بہت دراز ہے، بہت لمبا اور دور کا سفر ہے۔ اور وہ ممات اور حیات والی حالت جو میں نے بیان کی ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
☎ دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

عبارت کے آخر پر رکھا ہے یہ حاصل کرنی بہت مشکل ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے بعد اس مضمون کو نسبتاً آسان کرنے کی خاطر، اس سفر کو نسبتاً آسان کرنے کی خاطر فرماتے ہیں: ”خوب جان لو کہ ان آفات سے جو قضاء و قدر کی طرف سے انسان کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو ہر گز رہائی نہیں ہوتی۔ نماز چونکہ پانچ وقت ادا کی جاتی ہے اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ اگر وہ نفسانی خیالات اور جذبات سے اسے محفوظ نہ رکھے گا تب تک وہ سچی نماز ہر گز نہ ہوگی۔ نماز کے معنے ٹکریں مار لینے اور رسم اور عادت کے طور پر ادا کرنے کے ہر گز نہیں۔ نماز وہ شے ہے جسے دل بھی محسوس کرے کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانہ الوہیت پر گر پڑے“۔ خوفناک حالت، یوں لگتا ہے کہ وہ حالت بڑی خوفناک ہے لیکن مراد یہ نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ ایک شخص پہ خوف طاری ہو جائے اور پھر بے اختیار گر پڑے اسے خوفناک حالت بیان فرمایا گیا ہے۔ ”روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانہ الوہیت پر گر پڑے۔ جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رقت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور تضرع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں وہ دور ہوں“۔ اب ایک طرف تو روح پگھل رہی ہے خوف میں اور دوسری طرف یہ بیان بھی ہے کہ جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رقت پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ وہ پہلا روح کا پگھلنا ان عارف باللہ لوگوں کا بیان ہے جن کو یہ حالت نصیب ہو جاتی ہے لیکن ہر انسان کو یہ حالت نصیب نہیں ہوتی۔ ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیسا کہ یہاں بھی بیان فرمایا ہے ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ میں بھی یہی بات بیان فرمائی ہے کہ اگر تم پر رقت طاری نہیں بھی ہوتی تو کوشش کر کے چاہے بناوٹ کرنی پڑے، اگر کوئی بناوٹ جائز ہے تو یہاں بھی جائز ہے کہ تکلف کر کے بھی اللہ کے حضور گریہ وزاری کی کوشش کرے اور اپنے اوپر ایک قسم کا خوف طاری کرے۔ یہ ان لوگوں کے لئے ہے جن کی روح خود بخود پگھل کر نہیں گرتی۔ ”تضرع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں وہ دور ہوں۔ اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے اور اگر وہ استقامت اختیار کرے گا تو دیکھے گا کہ رات ہو یا دن ہو ایک نور اس کے قلب پر گرا ہے“۔ اب جو بیان بہت مشکلات کا بیان دکھائی دیتا تھا، لگتا تھا کہ انسان میں طاقت ہی نہیں ہے کہ اس چیز کو حاصل کر لے اس بیان کو آسان کرنے کی خاطر صبر اور وفا اور استقامت کا سبق دے رہے ہیں۔ فرماتے ہیں تمہیں وہ رقت نصیب ہو یا نہ ہو جو طبعی حالت کا نام ہے جو رقت اپنی ذات میں بے انتہا لذت رکھتی ہے اگر نہ بھی نصیب ہو تو کوشش کرتے رہو۔ کوشش کر کے خواہ تصنع سے اپنے چہرے کو ایسا بناؤ گویا وہ رو رہا ہے۔ منتیں کرو، جو کچھ بھی ہو مسلسل جدو جہد کرتے رہو۔ یہ حالت رفتہ رفتہ نہیں بدلے گی ایک ایسا وقت آئے گا کہ خدا کو رحم آئے گا اور خدا سے مدد مانگنا اس لئے ضروری ہے۔ اپنے طور پر انسان اس حالت کو پا سکتا ہی نہیں۔ ہاں جب اللہ دیکھتا ہے اور اپنے بندے کو ایسی بے قراری اور انکساری کی حالت میں پاتا ہے کہ اسے کچھ بھی نصیب نہیں ہو رہا پھر بھی دعا نہیں چھوڑتا اس کا صبر کسی مقام پر آکر ختم نہیں ہوتا مسلسل جاری رہتا ہے۔ اس وقت فرمایا اچانک آسمان سے ایک شعلہ نور اترتا ہے اور یہ وہ حالت ہے جو ہر دنیوی حالت کو خاکستر کر دیتی ہے۔ ”دیکھے گا کہ رات ہو یا دن ہو ایک نور اس کے قلب پر گرا ہے“ اب رات فرمایا تورات کی عبادتیں مراد ہیں، دن کو بھی دن کی عبادتیں مراد ہیں اور نور کے متعلق فرمادیا کہ اس کا تعلق نہ رات سے ہے نہ دن سے ہے۔ دن کو بھی نور ہی رہے گا اور رات کو بھی نور ہی رہے گا۔ ایسا نور ہے جو صرف تمہاری راتوں ہی کو نہیں تمہارے دنوں کو بھی روشن کر سکتا ہے۔ ”نفس لَمّارہ کی شوخی کم ہو گئی ہے“۔ اب یہ آغاز ہے اس کی ترقیات کا۔ نماز میں جب یہ نور گرتا ہے تو ہر وقت جو انسانی نفس اس کو احکامات دے رہا ہے کہ یہ برائی کرو، وہ برائی کرو، یہ شوخی کم ہو جاتی ہے۔ نفس لَمّارہ پھر اس جرأت سے اسے برائیوں کی طرف نہیں کھینچتا۔ ”جیسے اژدہا میں ایک سمّ قاتل ہے اسی طرح نفس امارہ میں بھی سمّ قاتل ہوتا ہے اور جس نے اسے پیدا کیا اسی کے پاس اس کا علاج ہے“۔ اب یہ حالتیں اس قسم کی نہیں ہیں جو دنیا کے بعض صوفی آپ کو سکھاتے ہیں اور پڑھاتے ہیں کہ یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا۔ ان حالتوں میں ایسی گہری حقیقتیں ہیں کہ ادنیٰ سا بھی مبالغہ ان میں نہیں پایا جاتا۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ نور اترے گا تو ہمیشہ کے لئے تمہاری زندگی فوراً سنور جائے گی فرمایا وہ نور جب جب اترے گا نفس لَمّارہ کی کسی شوخی کو بھسم ضرور کر دے گا۔

پس اگر متقی نماز پڑھتے ہوئے جیسا کہ نماز کا حق ہے آگے بڑھتا ہے تو اس کی نمازوں میں ہمیشہ اس کو محسوس ہوگا کہ کبھی آگے بڑھنے کا ایک ایسا رجحان ملتا ہے کہ جیسے سفر میں کوئی قدم آگے بڑھا دیا جائے اور گناہ پیچھے رہ جاتے ہیں لیکن سب گناہ یا سب گناہوں کا رجحان بیک وقت پیچھے نہیں رہتا بلکہ بعض گناہوں کا رجحان پیچھے رہ جاتا ہے اور گناہوں کی خواہش میں ایک کمی سی آجاتی ہے۔ وہ خواہش مرجھانے لگتی ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو ایک عارف باللہ کے کلام کے سوا آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گی۔ ایسی باریکی۔، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی روح کے آغاز کا مطالعہ کیا ہے کہ اس مطالعہ کے ساتھ آپ کو دوسرے لوگوں کی روح کے مطالعہ کا علم ہو گیا۔ یعنی ضروری نہیں ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک آپ کا سفر نفس لَمّارہ کی شوخیوں سے ہو مگر ہر دعا گو انسان جانتا ہے کہ وہ خود بھی اپنی پہلی حالت کے خلاف خدا سے مدد چاہتا ہے اور جب وہ مدد چاہتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ مدد ایک نور کے شعلے کی طرح اس پر گرتی ہے اور اس کی پہلی حالت جس سے وہ نجات چاہتا ہے اس میں فرق آجاتا ہے۔

پس ضروری نہیں کہ انبیاء یا اولیاء اللہ اپنے گناہوں کے متعلق نفس لَمّارہ کے غلام ہوں اور پھر ان سے نجات پائیں۔ ہر شخص کا نفس کچھ نہ کچھ پیغام اسے ضرور دے رہا ہے۔ جب انبیاء حوالہ دیتے ہیں تو تو مراد یہ ہے کہ نسبتاً کم، بہت کم، اتنا کم کہ بعض دفعہ دیکھنے والے کو محسوس بھی نہیں ہو سکتا لیکن انبیاء کو خود دکھائی دیتا ہے وہ چاہتے ہیں کہ اس حالت سے مزید ترقی کریں۔ پس ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوتا ہے جو عامۃ الناس کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن جس شخص نے اپنی ان منازل کو غور سے دیکھا، بڑی گہری نظر سے ان کا مطالعہ کیا ہو وہی ہے جو تمام بنی نوع انسان کی کیفیات کو بھی سمجھ لیتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے چونکہ اس زمانے کا مربی اور معلم بنانا تھا اس لئے آپ ان باتوں میں انسانی نفسیات کی کمزوریوں میں جس گہرائی سے اترے ہیں ویسا گزشتہ چودہ سو سال کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی اور اترتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ اگر کچھ بزرگ ایسے ہونگے تو صحابہ جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے ان حالتوں کو جانتے ہوں تو ان کو ویسے ہی مجال نہیں تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے تعلیم کا کام خود اپنے ہاتھوں میں لے لیں۔ اس لئے جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ادب اور احترام کے تقاضے کے تابع اسی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ لیکن جو بعد میں علماء پیدا ہوئے ان کو یہ خیال آیا کہ بہت سی باتیں عامۃ الناس نہیں سمجھتے اور ہمیں سمجھانی چاہئیں۔ سو حوالے قرآن اور حدیث ہی کے دیتے تھے مگر سمجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ پہلے زمانے میں ابتدائی حالت میں کیوں بزرگوں نے نہیں سمجھایا۔ کچھ تو یہ کہ ان کی اپنی عرفان کی حالت ایسی تھی کہ بہت سے مسائل نظر ہی نہیں آرہے تھے۔ وہ اپنے روحانی تجربے سے جانتے تھے کہ یہ باتیں تو ٹھیک ہیں سب کہ پتہ ہونگی گویا کہ۔ حالانکہ سب کو پتہ نہیں ہوتی تھیں۔ اور دوسرا یہ کہ اس وقت جبکہ سورج سر پر چڑھا ہو اس وقت لوگوں کو رستہ دکھانا احترام کے خلاف سمجھتے تھے۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ سے ہٹ کر کہیں دور سفر کر رہے ہوں وہاں ہمیں ایسے واقعات دکھائی دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعض ارشادات پر بعض صحابہ روشنی ڈال رہے ہیں اور بعض دوسرے ان معنوں سے اختلاف بھی کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ایسے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں جہاں اکثر احکامات پر زمانے کی گردو غبار پڑ چکی تھی جبکہ اس زمانے کے دیکھنے والوں کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ان احکامات کی روح کیا ہے، کیوں دئے جا رہے ہیں، ان کے درمیان رابطے کیا ہیں اور اس کے علاوہ ایک یہ مشکل بھی درپیش تھی کہ مختلف علماء نے ان نصیحتوں کو جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائیں بالکل غلط سمجھ کر تکبر سے اس بات پر اصرار کیا کہ ہم ٹھیک سمجھ رہے ہیں اور یہی معنے ہیں۔ اگر یہ معنے جاری رہتے تو سارا زمانہ ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وقت پر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مامور فرمایا اور آپ فرماتے ہیں کہ ”میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا“۔ یہ زمانہ میرا اقتضا کرتا تھا۔ اور پھر ایسے تجارب کی توفیق عطا فرمائی جن تجارب میں سے آپ بچپن سے گزر رہے تھے اور وہ طبعی نتیجہ اسی طرف لے جا رہا تھا جس طرح آنحضور ﷺ آپ کو ہدایت دے کر پہنچانا چاہتے تھے۔

پس یہ وہ مضمون ہے جو مسیح موعود علیہ السلام کی تمام عبارتوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور اگر ان عبارتوں کو آپ سرسری نظر سے پڑھیں گے تو بعید نہیں کہ ٹھوکر کھا جائیں کیونکہ قرآن کریم کلام الٰہی کے متعلق یہی فرماتا ہے کہ لوگ یہ دیکھ کر سوال اٹھائیں گے، تعجب کریں گے کہ یہ کلام کیسا ہے جو بعضوں کو زندگی بخشتا ہے، بعضوں کے لئے ٹھوکر کا موجب بنا دیتا ہے۔ پس ٹھوکر کا موجب ان کے لئے بنتا ہے جن کے دل ٹیڑھے ہوں اور ان کا رجحان ٹھوکر کھانے کی طرف ہو، ایسے لوگوں کے مقدر میں ٹھوکر کھانا ہی ہے۔

لولاك لما خلقت الافلاك

ترجمہ۔(اے محمدؐ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

منجانب

محتاج دُعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

STAR

☎ 543105

CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &

RUBBER CHAPPALS

105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY

KANPUR-1- PIN 208001

لیکن بعض دفعہ ایک ایسا انسان بھی ہوتا ہے جو دل کا صاف اور پاک ہے اپنی ناسمجھی کی وجہ سے ٹھوکر کھاتا ہے۔

یہ سارے امور میرے ذہن میں ہیں اور اپنے خطبات میں میں ان باتوں کو کھول رہا ہوں تاکہ وہ سادہ لوح احمدی بھی جو بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں اٹھا کر پڑھتے ہیں اور اپنے طور پر ان کا مفہوم صحیح نہیں سمجھ سکتے کہیں وہ نہ ٹھوکر کھا جائیں۔

پس جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارتوں میں آپ کو ظاہری تضاد دکھائی دے گا پہلے تو ایک کامل یقین ضروری ہے کہ لاریب فیہ جیسا کہ قرآن کریم نے شروع میں ہمیں متوجہ کر دیا تمہیں ریب دکھائی بھی دے تو جان لو کہ ہرگز ریب نہیں۔ جب یہ یقین کامل پیدا ہو جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں میں نہ کوئی تضاد ہے نہ قرآن و حدیث سے ہٹی ہوئی کوئی بات ہے پھر ان عبارتوں کو پڑھیں تو ان کے اندر آپ کو عجیب شان دکھائی دے گی۔ جو مشکل معاملات ہیں، جو مشکل مقامات ہیں تحریر کے، ان کے اندر خزینے دفن ہیں۔ جتنا آپ غور کریں گے اتنا ہی اعلیٰ درجے کے خزائن آپ کے ہاتھ آئیں گے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عبارت کے متعلق پھر میں یہ عرض کروں۔ فرمایا: "جیسے اژدہا میں ایک سم قاتل ہے اسی طرح نفس لَوّامہ میں بھی سم قاتل ہوتا ہے"۔ اب نفس لوّامہ میں بھی سم قاتل ہوتا ہے۔ وہ سم جو قتل کر دے تو قتل ہونے کے بعد تو پھر اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اگر نفس امارہ میں سم قاتل ہے تو لوگ بچیں گے کیسے۔ یہ جو سم قاتل ہونے کے باوجود لوگ بچ بھی جاتے ہیں اور اللہ انہیں بچالیتا ہے اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں "جس نے اسے پیدا کیا اسی کے پاس اس کا علاج ہے"۔ وہ ڈسنے کی کوشش کرتا ہے ساتھ ساتھ خدا علاج کرتا چلا جاتا ہے۔ بہت سے ایسے زہر ہیں جو انسان پر حملہ آور ہوتے ہیں لیکن بروقت اگر ان کا تریاق استعمال کیا جاتا رہے تو خواہ وہ قاتل بھی ہوں تب بھی قتل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ تو یہ بات یاد رکھیں کہ نفس لوّامہ تو بہر حال ایک قاتل نفس لوّامہ ہے اس کا زہر ہلاک کرنے والا زہر ہے۔ لیکن اللہ کا ایک ایسا احسان بھی ہے جو بن مانگے ہم پر ہو رہا ہے اور ان معنوں میں یہ رحمانیت کا جلوہ ہے۔ ہر انسانی نفس لازم نہیں کہ اس نفس لوّامہ کے زہر سے قتل ہو جائے اور پھر اس کو زندہ نہ کیا جا سکے۔ فرماتے ہیں خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے اس کی رحمانیت ہے جو ساتھ ساتھ اس کا ازالہ کرتی چلی جاتی ہے۔ یہ مضمون ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔ ہر خون میں شیطان دوڑ رہا ہے۔ وہ شیطان نفس امارہ ہی تو ہے اور کون سا شیطان ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ آپ کے خون میں بھی۔ آپؐ نے فرمایا ہاں میرے خون میں بھی لیکن میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔ یعنی اب اس میں ڈسنے کی خواہش باقی نہیں رہی۔ پس وہ مقام حقیقی اسلام کا مقام ہے جہاں کامل امن ہے اور نفس لوّامہ ان بار بار کی چوٹوں سے جو آسمانی بجلیوں سے اس کے سر پر پڑتی ہیں جو نماز کی حالت میں ایک نور کی طرح اوپر سے نازل ہوتی ہیں، اس کا سر اس حد تک کمزور ہوتا چلا جاتا ہے کہ اس میں وہ شوخی باقی نہیں رہتی۔ پھر اگلی دفعہ کچھ اور ہو جائے گا، اگلی دفعہ کچھ اور کمزور ہو جائے گا اور آخری حالت وہ حالت ہے جسے رسول اللہ کے نفسی شیطان کے مسلمان ہونے کی حالت کا نام دیا گیا ہے۔

ایک اور عبارت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو ان مشکلات کے تصور سے انسان کو ڈرانے کی بجائے انسان کا حوصلہ بلند کرتی ہے۔ بعض دفعہ بعض احمدیوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم سے تو حضرت صاحب کی کتابیں پڑھی ہی نہیں جاتیں۔ میں نے کہا کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ انہوں نے کہا جب کتابیں پڑھتے ہیں تو لگتا ہے کہ ہم احمدی بھی نہیں، مسلمان بھی نہیں، انسان بھی نہیں جو مسیح موعود علیہ السلام ہم سے پوچھ رہے ہیں، ہم سے توقع رکھتے ہیں اس کا نام و نشان ہماری ذات میں نہیں اس لئے ڈر جاتے ہیں۔ میں نے کہا اگر ڈر جاتے ہیں تو پھر آپ کو کوئی نجات نہیں مل سکتی۔ آگے پڑھا کریں اور غور سے پڑھا کریں کہ جہاں ڈراتے ہیں وہاں اس کا تریاق بھی بتاتے ہیں، وہاں ساتھ ساتھ راہنمائی بھی فرماتے ہیں کہ اس خوف و ہراس سے بچ نکلنے کا کیا راستہ ہے۔ اب یہ عبارت اسی قسم کی عبارت ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

فرمایا: "ہماری جماعت کو چاہئے کہ ہمت نہ ہار بیٹھے یہ بڑی مشکلات نہیں ہیں۔ میں تمہیں سچا کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ہماری مشکلات آسان کر دی ہیں"۔ اب یہ بہت بڑا انعام ہے جو جماعت احمدیہ پر نازل ہوا ہے۔ دنیا میں اور کسی مذہبی جماعت کی مشکلات اس طرح آسان نہیں کی گئیں جس طرح جماعت احمدیہ کی مشکلات آسان کی گئی ہیں۔ کتنا بڑا خزانہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب کی صورت میں ہمارے لئے چھوڑ دیا ہے۔ اور بار بار انہی باتوں کو دہراتے ہیں، انہی باتوں کو سمجھاتے ہیں تاکہ وہ جو نہ سمجھ سکے ہوں وہ بھی سمجھ لیں۔ کس جماعت کی خدا تعالیٰ نے اس طرح مشکلات آسان کی ہیں۔ اسلئے پہلے تو یہ یقین اپنے دل میں جاگزیں کر لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے خدا تعالیٰ نے ہماری مشکلات آسان کر دی ہیں۔ "کیونکہ ہمارے سلوک کی راہیں اور ہیں"۔ یعنی باقی مذہبی جماعتوں سے اور باقی صوفیاء اور اولیاء اللہ کے مقابل پر ہمارے سلوک کی راہیں اور ہیں۔ ان جیسی بھیانک راہیں نہیں جیسی انہوں نے اختیار کر رکھی ہیں "ہمارے ہاں یہ حالت نہیں ہے کہ کمریں جھک جائیں یا ناخن بڑھا لیں یا پانی میں کھڑے رہیں اور چلہ کشیاں کریں یا اپنے ہاتھ خشک کر لیں اور یہاں تک نوبت پہنچے کہ اپنی صورتیں بھی مسخ ہو جائیں"۔ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ صوفی جیسا کہ میں نے بعض پاگل صوفیوں کا ذکر کیا ہے اور ابھی ایسے بہت سے صوفی ہیں جو دنیا کی نظر میں بڑی چلہ کشی کر رہے ہیں۔ اپنے ہاتھ سکھا لیتے ہیں، کھڑے کھڑے ہُو ہُو کرتے راتیں گزار دیتے ہیں۔ اور اس قسم کے صوفی صرف مسلمانوں میں نہیں ملتے دنیا کے ہر مذہب میں ملتے ہیں اور ہر ایسے صوفی کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ اپنے اعضاء سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ ہندو فقیروں میں بھی آپ کو ایسے ملیں گے جن کی کھڑے کھڑے ٹانگیں خشک ہو گئیں اور کھڑے ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رہی، جنہوں نے ہاتھ اٹھا اٹھا کے اتنی دیر اٹھائے رکھے کہ وہ ہاتھ مر گئے اور ان میں ہلنے کی طاقت بھی باقی نہیں رہی۔ ایسے عجیب و غریب جو مجاہدات بتائے جاتے ہیں بالکل جھوٹ ہیں۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ مجاہدات سے ان کا کوئی بھی تعلق نہیں۔ فرمایا اس لئے خواہ مخواہ ڈرو نہیں۔ ہم وہ ہیں یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلام جن کو رسول اللہ ﷺ کی سنت کو دوبارہ زندہ کرنے کی توفیق ملی۔ فرماتے ہیں ہم یعنی تم لوگ اے جماعت احمدیہ وہ لوگ ہو جن پر مشکلات کو آسان کر دیا گیا ہے۔ "ان صورتوں کو اختیار کرنے سے بعض لوگ بخیال خویش باخدا بننا چاہتے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ایسی ریاضتوں سے خدا تو کیا ملتا ہے انسانیت بھی جاتی رہتی ہے"۔ یعنی ایسے فقیر اور بزعم خویش خدا نما بننے والے بد اخلاق ہو جاتے ہیں۔ اور اسی لئے میں نے ایک فقیر کا آپ کو حوالہ دیا جس کا ذکر پاکستان کی تاریخ میں محفوظ ہے۔ کیونکہ بڑے بڑے چوٹی کے باخدا بننے والے سربراہ ان کی خدمت میں ان کی گالیاں کھانے کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے، جہالت کی حد ہے۔ پس یہ بد خلق لوگ باخدا ہونے کا کیسے دعویٰ کر سکتے ہیں جن کو بولنے کی بھی تمیز نہیں۔

فرمایا: "لیکن ہمارے سلوک کا یہ طریق ہرگز نہیں ہے بلکہ اسلام نے اس کے لئے نہایت آسان راہ دکھا دی ہے۔ وہ کشادہ راہ وہ ہے جس کے متعلق فرمایا 'اھدنا الصراط المستقیم' اے خدا ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے۔" "یہ دعا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھلائی ہے تو ایسے طور پر نہیں کہ دعا تو سکھا دی ہے لیکن سامان کچھ بھی مہیا نہ کیا ہو ...."۔ فرمایا چنانچہ اس سے اگلی سورۃ میں اس قبولیت کی طرف اشارہ ہے یعنی جب یہ دعا سکھائی تو محض دعا سکھا کے نہیں چھوڑ دیا فرمایا اس سے اگلی سورۃ میں ہی اس دعا کی قبولیت کی طرف اشارہ ہے جہاں یہ فرمایا 'ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ' وہ راہ جو تم مانگ رہے ہو کشادہ راہ جس میں کوئی ٹھوکر، کوئی غلطی نہیں یہ کتاب ہے۔ لَا رَيْبَ فِيهِ کوئی شک نہیں، کوئی کجی نہیں۔ لیکن ایک بات ہے 'هُدًى لِلْمُتَّقِينَ' اگر تم متقی ہو تو تمہاری ساری مشکلات کو یہ کتاب آسان کر دے گی۔ اگر متقی ہی نہیں تو پھر یاد رکھو کہ ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے۔ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے۔ پس تمہارے سفر کا آغاز ہی نہیں ہو گا۔ اگرچہ یہ رستہ تمہارے سامنے کھلا ہو گا اور یہ ایسی صراط مستقیم ہے جو کشادہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو ہمیشہ کشادہ راہ کے طور پر یاد فرمایا ہے۔ کسی مذہب کی سیدھی راہ اتنی کشادہ نہیں جو ہر چیز کو اپنے اندر سما لے کہ اس سے ہٹ کر کوئی اور راہ تلاش کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ پس ہماری ساری ضرورتیں، ہمارے سارے مسائل کا حل، ہماری نماز کی کمزوریوں کو دور کرنے کے طریقے، ہمارے الحاح، کس طرح ہمیں خدا کے حضور گرنا چاہئے، کون کون سی حالتیں ہیں جو مددگار ہوتی ہیں، کس طرح بعض دفعہ دل جھنجھوڑے جاتے ہیں، کس طرح جلدوں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ وہ کون سے امور ہیں جو آپ کی عبادت کی راہ میں مد ہونگے یہ تمام اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ قرآن کریم میں موجود ہیں اور یہی قرآن ہے جو آج ہمارا راہنما ہے جیسا کہ پہلے بھی ہمیشہ سب کا راہنما رہا ہے۔ اس مضمون کے متعلق باقی امور انشاء اللہ میں اگلے خطبے میں پیش کروں گا۔ ☆......☆......☆

ارشاد نبوی

خَيرُ الزَّادِ التَّقوىٰ

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دعا:-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان~ 248-1652, 248-5222

رہائش- 243-0794 27-0471

A Message from Hadhrat Mirza Tahir Ahmad

Head of the world-wide Ahmadiyya Muslim Community

For the Salam Memorial Conference Convened by the International Centre for Theoretical Physics, Trieste, Italy 19-22 November, 1997

In the name of Allah, most Gracious, ever Merciful.

I take this opportunity to express my gratitude to the Administrators of the International Centre for Theoretical Physics, to the convenors of this Conference and to all the delegates who took time and trouble to come to pay tribute to the cherished memory of late Prof. Dr Abdus Salam.

I express my gratitude once again to the organising body of this conference for providing me the singular satisfaction to be associated with this conference held in the honour of a unique man of genius whose extraordinary qualities of head and heart were not confined to any specific narrow field. Therein lay his true greatness which made him stand head and shoulders above his contemporary men of learning.

I knew him right from my childhood but only in a way that a child would know of stars. There was nothing intimate and personal to our relationship which began in earnest as late as in 1978 during my holiday visit to North America and Europe. Kind as he always was to the family of the Founder of the Ahmadiyya Muslim Community and also because his wife Amatul Hafeez Begum was always held dear to the heart of my late mother that he insisted for us to have a family dinner together. While our families were busy chatting together in another room Dr. Salam and I were closest together in another room. It was then for the first time that we developed a deep personal, intellectual, spiritual and cordial relationship which was to last till his death and left me mounting the departure of a most charming person whose loveliness was not confined to any narrow field of human inquiry or interest.

During that meeting it was the first time that I discovered him in the broadest perspective that he should have been discovered. He knew religion, he understood the philosophy of cryptic sufism, his knowledge of history was wide and profound. Theoretical physics was his subject, but that was not the only subject for which he had masterly command. His profound knowledge of chemistry, biology and the universe of sub-particles was amazing. His intimacy with subject of cosmology was no less surprising. But when it came to the vastness of nature and their oneness with the attributes of God it was there that he out-shone other fields of his intellectual pursuits. His theory of Unified Field must have been rooted, I believe in his intimate concept of Unity of God. He had a firm belief that everything began with Him and will end up in Him. This belief must have motivated him to scientifically prove the hypothesis of Unified Field in some areas of fundamental forces at work in Nature. During our discussions he revealed to me that he had already advanced his research to demonstrate the Unity of two other forces of nature. Had his life permitted, I am sure he could have received another Nobel Prize being able to theoretically prove the unification of two more fundamental forces of Nature.

This short tribute to the memory of his genius is not meant, however, to enlarge upon in scientific achievements. I want to share with this august gathering today only a few glimpses of Dr. Abdus Salam who did not hesitate to discuss immense complicities of his advanced scientific knowledge with an uninitiated person as I was taking all the pain to make me understand why the speed of light could not increase beyond 186000 miles per hour. Still I admire his patience with love and his conditional acceptance of what I insisted. The question was: If the properties of the medium which provides the maximum facility for light to travel were fundamentally changed to enhance the speed, could the speed for light not transcend the present limitation imposed on it. The answer was a reluctant yet a genuine nod in affirmative. Among many questions I raised to quench my thirst was regarding the incomprehensible nature of heat radiation. It could also travel at the speed of light, as though riding its wings, and it could also move so slowly as to take ages to reach the other end of the room from

انٹرنیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس، ٹرانسٹ (اٹلی) کے زیر اہتمام

'سلام' یادگاری کانفرنس (۱۹ تا ۲۲ نومبر) کے موقع پر

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ منتظمین انٹرنیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس کانفرنس کے محرکین اور مندوبین جو وقت نکال کر مرحوم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کی دلکش یادوں کو تازہ کر کے اور اپنے تحسین بھرے جذبات کے اظہار کے لئے یہاں تشریف لائے ہیں ان سب کا شکریہ ادا کروں۔ اور اس شکریہ کا اعادہ بھی کرتا ہوں کہ اس کانفرنس کی منتظمہ نے مجھے یہ نادر موقع دیا ہے کہ میں بھی مرحوم کے ذکر خیر میں شامل ہو سکوں۔ اس کانفرنس میں شامل ہو سکوں جو ایک ایسے فہم و ذہانت میں یکتا انسان کے اعزاز میں منعقد کی جا رہی ہے جس کے دل و دماغ کی غیر معمولی صلاحیتیں کسی مخصوص خطہ کے لئے محدود نہ تھیں اور یہی خصوصیت ان کی حقیقی عظمت کا نشان تھی۔ جس نے انہیں اپنے ہم عصر نادر روزگار دانشوروں میں سربلند کر رکھا تھا۔

میں انہیں بچپن سے جانتا تھا لیکن صرف اس حد تک کہ جیسے ایک بچہ ستاروں کو جانتا ہے۔ مگر ایسی کوئی بے تکلفی اور ذاتی تعلق نہ تھا۔ جس سے یہ تعلق کوئی غیر رسمی خصوصیت رکھتا ہو۔ مگر یہ ۱۹۷۸ء کی بات ہے جب میں سیر و تفریح کی غرض سے شمالی امریکہ اور یورپ آیا۔ ڈاکٹر سلام، سوائے اسکے کہ بانی سلسلہ احمدیہ کے خاندان سے دلی عقیدت رکھتے تھے اور ان کی بیوی مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سے میری والدہ مرحومہ دلی محبت رکھتی تھیں۔ بس یہی تعلق تھا جس پر انہوں نے مجھ سے اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی۔ اس موقع پر جب ہماری خواتین ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت میں مصروف تھیں میں اور ڈاکٹر سلام ہم دونوں دوسرے کمرے میں محو گفتگو تھے جس سے ہمیں ایک دوسرے کے بہت قریب آنے کا موقع ملا۔ یہی وہ پہلا موقع تھا کہ ہمارے درمیان بہت گہرے ذاتی مراسم کی ابتداء ہوئی۔ یہ مراسم باہم روشن خیالی، روحانی رشتے اور مخلصانہ جذبات پر مبنی تھے۔ اور ان کی وفات تک اسی طرح قائم رہے۔ مگر وہ خوش طبع شخص جس کی دلکشی اور انسانی جذبہ کی سرشاری کسی تنگ جگہ کے لئے محدود نہ تھی۔ وہ بھی مجھے بالآخر سوگوار چھوڑ گیا۔

یہ وہ پہلی ملاقات تھی جس میں میں نے انہیں بہت کشادہ دل اور متوازن طبع انسان پایا۔ اور یہ وہ حقیقت تھی جو مجھ پر عیاں ہوئی کہ مذہب کے بارے میں ان کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ پراسرار تصوف کے فلسفے کا فہم رکھتے تھے۔ تاریخ پر ان کا مطالعہ عمیق تھا۔ نظریاتی طبیعات اگرچہ ان کا اپنا مضمون تھا مگر یہی ایک مضمون نہ تھا جس پر انہیں استادانہ عبور حاصل تھا۔ کیمسٹری کے گہرے علم کے ساتھ ساتھ علم الحیات، موجودات کے ذرات اور کائنات کے عجائب پر بھی حیرت انگیز نظر رکھتے تھے۔ لیکن جب وہ کارخانہ قدرت کی وسعت اور خداتعالیٰ کی صفت وحدانیت کی طرف لوٹتے تھے تو اس مقام سے ان کا عرفان و وجدان، ان کے لئے ایک نئی دنیا کو اجاگر کر دیتا تھا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یونیفائیڈ فیلڈ تھیوری، خداتعالیٰ کی وحدانیت کے عقیدے سے تعلق اور ایمان کی جڑ سے پھوٹی تھی کیونکہ ان کا ایمان تھا کہ ہر چیز خداتعالیٰ سے شروع ہوتی ہے اور اسی میں مدغم ہو جاتی ہے۔ یقیناً اسی عقیدہ نے انہیں تقویت دی کہ وہ سائنسی اعتبار سے یہ ثابت کر سکے کہ یونیفائیڈ فیلڈ تھیوری کے تحت اس کی کچھ بنیادی طاقتیں ہیں جو موجودات میں کام کرتی نظر آتی ہیں۔ ہماری اس گفتگو کے دوران انہوں نے مجھ سے اظہار کیا کہ وہ اپنی تحقیقات میں اس مسئلہ پر پہلے ہی بہت آگے بڑھ چکے ہیں کہ وہ عالم موجودات میں دو اور طاقتوں کا ادغام ثابت کر سکیں۔ اگر وہ اور زندہ رہتے تو مجھے یقین ہے کہ وہ ایک اور نوبل انعام حاصل کر پاتے جبکہ انہیں دو اور بنیادی طاقتوں کے ادغام کا مثبت نظریہ پیش کرنا تھا۔

اس مختصر وقت میں اس ذہین و فہیم انسان کی تحسین کے ساتھ ساتھ اس کی سائنسی کامیابیوں کا ذکر کرنے کا یہ موقع نہیں۔ میں تو ڈاکٹر سلام کی ایک جھلک دکھا کر اس بابرکت تقریب میں حصہ دار بن رہا ہوں۔ اس ڈاکٹر عبدالسلام کی جس نے کبھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی تھی کہ وہ جدید سائنسی علوم اور ان کی پیچیدگیوں پر مجھ جیسے عام علم رکھنے والے کے ساتھ بے تکلفانہ تبادلہ خیالات کرتے۔ ادھر میری یہ حالت کہ میری تمام تر کوششیں اس بات کو سمجھنے کی طرف لگی ہوئی تھیں کہ روشنی کی رفتار ۱۸۶۰۰۰ میل فی سیکنڈ سے آگے کیوں نہیں بڑھ سکتی۔ پھر بھی ان کے صبر کی داد دیتا ہوں کہ میرے استدلال اور بار بار کے اصرار پر انہوں نے مشروط قسم کی حامی بھری۔ میرا سوال یہ تھا کہ وہ اسباب و علل جو روشنی کے سفر کے لئے زیادہ سے زیادہ موزوں ہیں اگر بنیادی طور پر ان میں تبدیلی ہو جائے جو روشنی کی رفتار کو تیز کر سکیں تو کیا روشنی کی رفتار اس حد سے آگے نہ بڑھے گی جو اس کی حد قائم ہے؟ ان کی طرف سے جواب اگرچہ رکا رکا سا تھا۔ لیکن ان کے سر کے ہلنے سے کچھ کچھ اثباتی جھلک ضرور نظر آتی تھی۔

میں نے اپنی پیاس بجھانے کے لئے اور بھی بہت سے سوالات کئے جن میں Heat Radiation کی نوعیت سے متعلق سوال بھی تھا۔ آخر 'شعاع' بھی روشنی کی رفتار سے چلتی ہے۔ اگرچہ یہ اپنے ہی طول موج پر سفر کرتی ہے اور آہستہ آہستہ حرکت کرتی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ جہاں سے وہ آگ سلگی ہے اس کی روشنی بھی اسی ذریعہ سے باہر نکلی ہے جو عملاً کمرہ کو بھرنے کیلئے وقت نہیں لیتی۔ ایسے لگتا ہے جیسے اسے دوسری طرف پہنچنے کے لئے صدیاں لگ جائیں گی۔ اس قسم کے بے شمار مجسسانہ سوالات کی میری طرف سے بھرمار تھی اور ان کی طرف سے دیانتدارانہ طور پر پوری کوشش رہی کہ وہ آخر تک جواب دیتے رہیں۔ یہاں بھی انہوں نے بالآخر خاموش لہجے میں اقرار کیا کہ 'اشعاع حرارت' کی نوعیت کے بارے میں ایک حصہ ضرور ایسا ہے جس کو بہت سے جدید سائنسدان ابھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔

یہ اس بے تکلف اور دلربا ملاقات کی باتیں تھیں جس سے میں عبدالسلام کی عظمت کو جان سکا۔ یہ ان کے فہم و ادراک کا معراج ہی تھا جس میں ان کی عظمت پوشیدہ ہے۔ یہ تھی وہ ملاقات جس کے بعد پھر ہم کبھی جدا نہیں ہو سکے۔ میرا ان سے ہمیشہ گفتگو اور استفسار کا تعلق رہا۔ وہ اپنے پیچیدہ پیچیدہ مسائل جو انہیں درپیش ہوتے زیر بحث لاتے اور میں نے بھی ایسی ملاقاتوں کو ہمیشہ جاندار بنانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اور یہ ملاقاتیں میرے لئے ازدیاد علم کا باعث ہوتی رہیں۔ ڈاکٹر سلام کا مزاج انسان دوستی کا تھا اور ان میں دوستی کا جذبہ بے انتہا اور بے حد تھا۔ وہ کسی خارجی ستائش کے محتاج نہ تھے۔ کوئی مذہبی، سیاسی، غیر ملکی یا ملکی حد اس انسان کے شفاف دل پر واقع نہیں تھی۔ عبدالسلام کے لئے انسان دوستی کا نعرہ تحسین، ٹرائسٹی کے تھیوریٹیکل فزکس کا ادارہ ہمیشہ بلند کرتا چلا آیا ہے اور ہمیشہ کرتا چلا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر سلام کی روح کو سکون بخشے اور ان نیک مقاصد کو مرہون تکمیل کرے جو انہیں دنیا میں عمر بھر عزیز رہے۔

(حضور ایدہ اللہ کے پیغام کا اردو میں مفہوم مکرم بشیرالدین احمد سامی نے تیار کیا)۔

دفتر مجلس انصاراللہ کی مطبوعات

دفتر مجلس انصاراللہ نے درج ذیل کتب شائع کی ہیں مجالس یا احباب بذریعہ ڈاک منگوا سکتے ہیں۔

۱۔ دینی معلومات کا بنیادی نصاب۔ ۲۰۔۰۰

۲۔ فلسفۂ نماز ۳۔۰۰

۳۔ Promised Massiah & The great signs

ڈاک خرچ اس کے علاوہ ہوگا۔

(قائد عمومی مجلس انصاراللہ بھارت)

the one where the fire is lit while the light emitted from the same source takes practically no time to fill the room.

This and many other intriguing questions were raised by me and attempted to be answered by him in full earnest until at last, as though in a confidential tone he confessed the one thing in nature which so far, even the most advanced scientists have failed to understand in the nature of heat radiation. It was during that informal fascinating meeting that I came to learn of the vastness of Dr. Abdus Salam. It was in his vastness that the uniqueness of his genius lay. Ever since that meeting we were never separated again. He continued to seek my interview to help him resolve various problems which confronted him from time to time and I never failed to make best use of such meetings to enhance my own knowledge.

His philanthropist attitude was boundless. It had no outer-limits nor was it complimented from within. No religious, political, ethnic or nationalistic boundaries were chartered on his purely human heart. The institution of Theoretical Physics at Trieste has always paid and will always pay a lasting ovation to the humanist in him - Abdus Salam.

Allah bless his soul in the hereafter and bless the noble objectives he pursued in the vastness of the material world he has left behind.

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

یادگیر میں صوبہ کرناٹک کی تیسری صوبائی کانفرنس

جلسہ پیشوایان مذاہب، جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کے علاوہ کئی روحانی پروگرام، صوبہ کی پرانی جماعتوں کے علاوہ کثیر نو مبائعین کی شرکت

علماء سلسلہ اور غیر مذاہب کے معززین کی پر مغز تقاریر پریس کانفرنس کا انعقاد

رپورٹ مرتبہ :- مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ بنگلور

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل مورخہ ۸۔۹ر نومبر ۹۷ کو صوبہ کرناٹک کی تیسری صوبائی کانفرنس کا انعقاد یادگیر کے معروف ترین علاقہ گاندھی چوک میں عمل میں آیا۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کیلئے محترم محمد شفیع اللہ صاحب صوبائی امیر کرناٹک نے استقبالیہ کمیٹی تشکیل دی کر مکرم سلیم احمد صاحب سگری صدر جماعت احمدیہ یادگیر کو کمیٹی کا صدر منتخب فرمایا۔ جماعت احمدیہ یادگیر اور مجلس استقبالیہ نے بڑی محنت اور لگن کے ساتھ جملہ کام سرانجام دیئے۔

جلسے میں شمولیت کیلئے صوبہ کے دور دراز علاقوں کے علاوہ مضافات سے کثیر تعداد میں نو مبائعین نے شرکت کی آندھرا پردیش سے بھی بڑی تعداد میں احباب جماعت نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ مہمانان کرام کے قیام وطعام کے بھی انتظامات کئے گئے تھے۔ مرکز سلسلہ قادیان سے محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ محترم مولانا کریم الدین صاحب۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے شرکت فرمائی۔ علاوہ ازیں محترم مولانا محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج کیرلہ۔ محترم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج حیدرآباد نے بھی شمولیت اختیار کی۔

پریس کانفرنس :

مورخہ ۸ر نومبر بعد دوپہر ۴۵۔۳ بجے احمدیہ نمائش ہال یادگیر میں پریس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں نو اخباری نمائندگان نے شرکت کی۔ محترم صوبائی امیر صاحب کرناٹک نے نمائندگان کو جماعت کا تعارف کروایا۔ محترم مولانا محمد انعام صاحب غور محترم مولانا کریم الدین صاحب شاہد نے اسلامی تعلیمات کی رو سے جماعت احمدیہ کی انسانی ہمدردی مذہبی رواداری اور موجودہ حالات پر تفصیلی روشنی ڈالی اور جمیعۃ العلماء ہند اور مولانا اسعد مدنی کے تازہ جماعت کے خلاف پروپیگنڈا کا تفصیلی تجزیہ کیا اور بتایا کہ یہ علماء پاکستان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہندوستان میں مذہبی منافرت کو پھیلانے اور فرقہ واریت کو ہوا دینے کی کوشش کر رہے ہیں دیگر اسلامی خدمات کا اور بعض اختلافی مسائل کی وضاحت مکرم شریف احمد صاحب آف مرکرہ نے کنڑ میں اخباری نمائندگان کو بتائی۔

جلسہ پیشوایان مذاہب :

اسی روز رات ساڑھے آٹھ بجے گاندھی چوک میں محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی زیر صدارت جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد عمل میں آیا۔ بعد تلاوت و نظم مکرم محمد شفیع اللہ صاحب صوبائی امیر کرناٹک نے استقبالیہ خطاب فرمایا۔ جس میں موصوف نے جلسے کی غرض و غایت اور جماعت احمدیہ کی قومی اور ملی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے جملہ مہمانان کرام کو خوش آمدید کہا۔ اور بتایا کہ یہ تقریب ہندوستان کی پچاس سالہ گولڈن جوبلی کا ہی ایک حصہ ہے۔ اس موقعہ پر ہم نے عہد کرنا ہے کہ ہم ہندوستان میں ہر مذہب کے پیشوایان کا عزت و احترام کریں گے۔

استقبالیہ خطاب کے بعد محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے اجلاس کی پہلی تقریر بعنوان آزادی ہند اور جماعت احمدیہ" کی۔

اجلاس کی دوسری تقریر مہمان خصوصی جناب وشوانا تھ ریڈی مدنال صاحب نے کی جس میں انہوں نے بتایا کہ باوجود میری طبیعت خراب ہونے کے میں جماعت احمدیہ کے جلسہ میں شریک ہوا ہوں۔ موصوف نے مناظرہ یادگیر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان واحد ملک ہے جس میں ہر مذہب کے لوگ بستے ہیں۔ موصوف نے جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ یادگیر میں بھی ہر فرقے کے پیشوایان کا احترام کیا جاتا ہے۔

مکرم جان کو جلگی پرنسپل CM جونیئر کالج یادگیر نے کنڑ زبان میں تقریر کرتے ہوئے عیسائی مذہب کی نمائندگی کی اور بتایا کہ ہر مذہب کے ماننے والوں کو اپنے اپنے مذاہب کی تعلیمات کی پابندی کرنی چاہئے۔

اس اجلاس کی چوتھی تقریر محترم مولانا محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج کیرلہ نے بعنوان "مذہبی رواداری اور انسانی ہمدردی" کی۔

اجلاس کی آخری تقریر شری بی آچاریہ صاحب نے کی جس میں موصوف نے باہمی اتحاد و اتفاق پر روشنی ڈالی اور جماعتی کوششوں کو سراہا اور پھر صدارتی خطاب کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

دوسرا دن ۹ر نومبر ۱۹۹۷ء

تربیتی اجلاس :

مسجد احمدیہ یادگیر کے وسیع احاطہ میں صبح ٹھیک ۱۱ بجے تربیتی اجلاس کا انعقاد عمل میں آیا۔ یہ اجلاس محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی صدارت میں منعقد ہوا اس اجلاس کی پہلی تقریر خاکسار مقصود احمد بھٹی مبلغ بنگلور کی بعنوان "حضرت مسیح موعود کا آنحضرت ﷺ سے عشق ہوئی۔ اس کے بعد علی الترتیب ۱۱ نو مبائعین نے اپنے اپنے تاثرات بیان کئے۔ اس اجلاس کی آخری تقریر محترم محمد شفیع اللہ صاحب صوبائی امیر کرناٹک نے کی موصوف نے حضور انور کی طرف سے دوران سال کے ۶۰ ہزار ٹارگیٹ کا ذکر کرتے ہوئے تمام احباب کو دعوت الی اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین فرمائی۔

آخر پر محترم صدر اجلاس نے خطاب فرمایا اور یہ دوسرے دن کی پہلی نشست برخاست ہوئی۔

۴ بجے بعد دوپہر مسجد احمدیہ یادگیر میں صوبہ کے جملہ صدر صاحبان مبلغین معلمین اور عہدیداران کی میٹنگ محترم محمد شفیع اللہ صاحب امیر کرناٹک کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جس میں محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان محترم مولانا کریم الدین صاحب شاہد نے بھی شرکت کی اس میٹنگ میں حضور کی طرف سے عطا کردہ سال رواں کے ٹارگیٹ نیز جماعتی اہم مسائل پر غور و فکر کیا گیا۔

دوسرا اجلاس

جلسہ سیرۃ النبی ﷺ

شام ساڑھے آٹھ بجے گاندھی چوک میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انعقاد زیر صدارت محترم محمد شفیع اللہ صاحب صوبائی امیر کرناٹک عمل میں آیا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولوی نذر الاسلام صاحب مبلغ یادگیر نے بعنوان "آنحضرت صلعم بحیثیت مبلغ اعظم" کی اجلاس کی دوسری تقریر محترم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج حیدرآباد نے بعنوان "بانی جماعت احمدیہ کا آنحضرت ﷺ سے عشق" کی اس کے بعد محترم مولانا محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج کیرلہ نے بعنوان "بنی نوع انسان پر آنحضرت صلعم کے عظیم الشان احسانات" تقریر فرمائی۔ اس اجلاس کی ایک اہم تقریر محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان نے بعنوان "فتویٰ کفر اور اسلام" کی جس میں موصوف نے مسلمان علماء کے ایک دوسرے کے خلاف فتوؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ تمام حرکات غیر اسلامی ہیں۔ اجلاس کی آخری تقریر بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ختم نبوت" محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے کی۔ اسی طرح یہ عظیم الشان شبینہ اجلاس رات ۱۲ بجے دعا کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

بک سٹال :

دوران جلسہ بک سٹال بھی لگایا گیا تھا۔ جس میں قیمتاً اور مفت لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

میڈیکل کیمپ : مہمانوں کی سہولت کیلئے جلسہ کے دوران میڈیکل کیمپ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جس میں مکرم ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب آف حیدرآباد نے کئی شرکاء جلسہ کا مفت معائنہ کیا اور مفت ادویات بھی تقسیم کیں۔ سینکڑوں افراد نے اس کیمپ سے استفادہ کیا۔ علاوہ ازیں نماز تہجد اور فرض نمازوں کا باجماعت اہتمام کیا گیا تھا۔ نماز فجر کے بعد درس کا بھی اہتمام تھا اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کے بہتر نتائج برآمد فرمائے۔ اور ہماری حقیر مساعی بھی قبول فرمائے۔ آمین۔

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

گندم نماجو فروش۔اور "درباری چمچے"

دیوبندیوں اور بریلویوں کیلئے نئے القابات

از۔حافظ سید رسول نیاز
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
پالاکرتی (آندھرا پردیش)

علماء دیوبند نے جناب طاہر القادری عالم بریلوی کو "درباری چمچہ" اور علماء بریلوی نے علماء دیوبند کو "گندم نما جو فروش اور دین کے رہزن" کے تازہ لقب سے نوازا ہے۔

قارئین کرام! آج سے سو سال قبل جبکہ جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا تو ہر فرقے نے ایک دوسرے کے اوپر فتاوی کفر کی موسلادھار بارش کے مانند بوچھاڑ کی ہوئی تھی یوں لگتا تھا کہ اسلام اور قرآن کریم کی خدمات ختم ہو چکی ہیں۔اب صرف مسئلہ کفر رہ گیا ہے۔لیکن جس وقت خاتم الانبیاء سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اصدق الصادقین کی پیشگوئی کے مطابق خدائے تبارک و تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امت محمدیہ کی شیرازہ بندی کرنے کیلئے مبعوث فرمایا حسب معمول مخالفت کی گئی اور ان کے دل خوف زدہ ہوئے اور انہوں نے بھانپ لیا کہ یہ کامیابی و کامرانی کی طرف گامزن ہے۔اس پر سب نے یک زبان ہو کر اس الٰہی جماعت کی نامرادی کیلئے کفر کا فتویٰ تیار کر کے ہمارے آقا بانئ اسلام کی اس پیشگوئی کو پورا کر دیا۔جس میں آپ فرماتے ہیں۔

تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة (مشکوٰۃ شریف)

یعنی میری امت تہتر 73 فرقوں میں بٹ جائے گی۔سوائے ایک کے سارے ناری ہوں گے۔ نیز ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی اسمبلی میں سارے فرقوں نے مل کر احمدیوں کو متفقہ طور پر کفر کا فتویٰ تھونپ کر درج بالا پیشگوئی کو مزید روشن رنگ میں پایۂ تکمیل کو پہنچا دیا اور ایک تاریخی مہر ثبت کر دی کہ الکفرملة واحدة کے مطابق احمدیت کی صداقت روز روشن کی طرح عیاں ہے آج یہ علماء ناموس رسول کے نام پر لاکھوں روپیہ بٹور کر کبھی تحریک تحفظ ختم نبوت تو کبھی تحریک تحفظ عقائد اسلام کبھی اتحاد المسلمین تو کبھی ضیاء الاسلام کبھی ادارہ تبلیغ و تجدید سنت کے ناموں سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں۔اور سستی شہرت و بلا محنت اجرت حاصل کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔

خاکسار اس وقت اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہے کہ اب بھی مسلمانوں میں باہمی کفر بازی سنگباری کے مثل جولاں ہے۔اور آپسی عداوت بند ہانڈی میں کھول رہی ہے۔جیسا کہ آپ کو علم ہے اس وقت علماء دیوبند اور اہل سنت والجماعت احمدیت کو نیست و نابود کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔اس پر طرہ یہ کہ احمدیوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ بہر حال آپ ان کی حالت زار ملاحظہ فرمائیں۔

میرے سامنے اس وقت تین فولڈرز ہیں۔ا۔علماء دیوبند پر اہل بدعت کی الزام تراشیوں کا جواب" از محمد شعیب اللہ خان۔ادارہ تبلیغ و تجدید سنت۔آر مسٹرنگ روڈ بیدواڑی بنگلور۔

۲۔فتنہ بریلویت کا پوسٹ مارٹم۔از۔عبد الرحمٰن صاحب ناشر تحریک تحفظ عقائد اسلام پاکستان شیخوپورہ روڈ لاہور۔

۳۔علماء دیوبند اپنے عقائد کی روشنی میں از۔غلام مختار قادری ناشر محمڈن بلاک ملیشورم۔بنگلور۔۳۔

ان تینوں میں سے اول الذکر دو دیوبندی کی طرف سے ہیں جبکہ تیسرا بریلوی جماعت کی طرف سے ہے۔ان تینوں میں گالی گلوچ۔الزام تراشی اور اپنی تعریف کو انتہا تک پہنچایا گیا ہے۔لیکن ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو سلوک خود دوسروں سے کرتے ہیں۔اگر وہی سلوک ان سے کیا جائے تو غلط ہے۔ہاں خود جو چاہیں لکھیں۔

بہر حال ان سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

ا۔کسی کتاب کے اقتباسات کو سیاق و سباق سے ہٹاتے ہوئے۔الفاظ کو تراش کر غلط مفہوم نہیں پیدا کرنا چاہئے۔چنانچہ محمد شعیب اللہ خان دیوبندی عالم تحریر کرتے ہیں۔

"وہ اس طرح کہ ان حضرات کے کتابوں سے چند اقتباسات ان کے موقع و محل و سیاق و سباق سے ہٹا کر اور توڑ مروڑ کر یا ان کو غلط معنے پہنا کر علماء عرب کے سامنے پیش کئے اور ان کے کفر کا فتویٰ لیا اور پھیلا دیا جبکہ وہ حضرات اس سے بری اور پاک ہیں"۔صفحہ ۳۔

پھر بریلوی عالم غلام مختار قادری یوں تحریر کرتے ہیں۔

"اپنے پورے مضمون میں خان صاحب نے مکاری چالبازی اور فریب کاری سے کام لیا ہے---چونکہ علماء دیوبندی کا دین و مذہب ہی دھوکہ اور مکاری کی بنیادوں پر قائم ہے"صفحہ ۴۔

یہی علماء جب احمدیت کی طرف رخ کرتے ہیں تو ان کے لئے سرقہ علم سے لیکر الفاظ کو تراش کر غلط مفہوم سے لوگوں کو غلط باور کرانے تک سب کچھ نہ صرف جائز بلکہ موجب ثواب ہے۔

۲۔فتویٰ کفر ایمانداری اور دیانتداری سے نہیں دیا گیا۔اور یہ تھا بھی کیسے ممکن چونکہ کفر کا فتویٰ لگانے کا حق کسی کو نہیں ہے۔اور ہر ایک کا دینی مسئلہ اس کا ذاتی ہے زید کو بکر کے روحانی مسائل میں دخل دینے کا حق نہیں ہے۔بلکہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر کفر یا فسق کا طعنہ مارتا ہے وہ شخص ایسا نہ ہو تو یہ کہنے والے پر لوٹ آتا ہے۔ (بخاری شریف)

بہر حال دیوبندی عالم یہ ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ ان پر جو کفر کا فتویٰ لگایا گیا ہے۔وہ غلط اور بے بنیاد ہے۔چنانچہ مندرجہ بالا اقتباس میں آپ ملاحظہ فرمائیں۔ جبکہ دوسری طرف علماء دیوبند نے بریلویت کے بارہ میں بڑی بے باکی سے حیا اور شرم کے پردوں کو چاک کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"سرغنہ فتنہ بریلویت و شیطانیت لعنتی بدعت حرامی ہے۔بے حیا کمینہ احمد رضا خان۔بریلوی رئیس المشرکین فخر قوم لوط شیخ اکبر محی الدین ابن عربی---مسلمانان پاکستان اب یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ احمد رضا بریلوی فی النار ہو چکا ہے۔احمد سعید کاظمی لعنتی جو قبر میں عذاب الٰہی کے مزے لے رہا ہے اور دیگر وہ حرامی جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان کے تمام عقائد باطلہ ختم کر کے دم لیں گے۔محرم ربیع الاول اور گیارہویں کے کفریہ جلوس بند کرا کے دم لیں گے"صفحہ ۳۔۴

بعدہ بریلوی عالم علماء دیوبند پر کفر کا تیر چلاتے ہوئے یوں حملہ آور ہیں۔

"حسام الحرمین علماء عرب و عجم کے ان فتاویٰ پر مشتمل ہے۔جس میں انہوں نے علماء دیوبند کی ان مذکورہ کفری عبارتوں پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے اور انہوں نے یہ بھی لکھا کہ من شك فی کفره وعذابه فقد کفر یعنی جو علماء دیوبند کی مذکورہ کفری عبارتوں پر مطلع ہو کر بھی اس کے قائلین کے کفر و عذاب میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے چونکہ مولوی خلیل احمد نے علماء عرب و عجم کے اس متفقہ فتویٰ کی مخالفت کی اور اس کی صحت کا انکار کیا اسپر مولوی خلیل احمد سے علماء اہل سنت نے متعدد بار بحث و مباحثہ بھی کیا مگر وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑا رہا۔ اتمام حجت کے بعد علماء اہل سنت نے متفقہ طور پر اس پر کفر وار تداد کا فتویٰ صادر فرمایا"۔صفحہ ۴۔

دونوں فرقوں کی باہمی فتویٰ بازی اور الزام تراشی کے مقابلے کا یہ تازہ تازہ کارنامہ ہے۔لیکن عجب ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے نام سے یہ دونوں ایک سٹیج پر ایک مکتبہ فکر پر بڑی بے شرمی سے لکھتے ہیں کہ "کل دنیا کے علماء ورلڈ مسلم لیگ جدہ، بریلوی۔دیوبند اور اہل سنت و الجماعت، ندوہ، جماعت اسلامی جماعت اہل حدیث کے علماء ملکر قادیانیوں کو کفر کا فتویٰ تھونپ دیئے ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں حکومت پاکستان نے آرڈیننس کے ذریعہ بھی احمدیوں کو کافر قرار دیا ہے"۔

صفحہ ۴ (فولڈر تلگو۔از تحفظ ختم نبوت ضیاء الاسلام حکومت حیدر آباد)

ان دونوں فرقوں کو کفر کا فتویٰ دیا گیا اور ایسا ہی اسلام کے ہر فرقہ پر کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے۔اور احمدی جماعت پر بھی کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے۔آخر! یہ فتویٰ دینے والے کون ہیں؟ کفر کے فتویٰ کیلئے انہوں نے کیا معیار قائم کیا ہے۔بریلوی اٹھے اور دیوبندیوں کے خلاف فتویٰ جڑ دیا اور دیوبندی اٹھے بریلویوں کیخلاف فتویٰ جڑ دیا۔نہ جانے کن عرب و عجم سے انہوں نے تصدیق کرائی ہے۔اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ سارے لوگ کافر ہیں۔جنہوں نے احمدیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے چونکہ حدیث میں ہے کہ جو شخص دوسرے کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

کاش یہ لوگ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے کی بجائے اپنی اخلاقی حالت سدھار لیتے۔

دیوبندیوں کی اخلاقی حالت درج ذیل الفاظ سے ملاحظہ فرمائیں جن میں وہ نہایت بے باکی سے بریلویوں کے متعلق لکھتے ہیں۔

فہرست بانیانِ بدعات

پاگل	جہاں	نامرد	ستار نیازی
سرغنہ	بدعات	درباری چمچہ	طاہرالقادری
بے غیرت	جسٹس کرم شاہ	فخر قوم لوط	اشرف سیالوی
فخر	قوم لوط	مفتی مصطفیٰ	رضوی
چوہڑا	حرامی	شبیر	حافظ آبادی
بے دین	حرامی	مظہر	سعید کاظمی
سربراہ تنظیم	شیطانی	شاہ احمد نورانی	شرابی کبابی
سربراہ	منافقین	بکاؤ مال	اکبر ساقی
دشمن خدا	حرامی	محمود احمد	رضوی
دشمن اسلام	مفتی نعیمی	لونڈے	باز
فخر قوم لوط	بے غیرت	زوار	بہادر
بے غیرت	لونڈے باز	مفتی مختار	نعیمی
حرام زادہ	گانڈو	اللہ بخش	نیر بھگوی

اس کے مقابلہ میں بریلوی عالم غلام مختار قادری دیوبندی عالم کا بھانڈہ پھوڑتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔

"یہ تو ایسا ہی ہے۔جیسے کوئی اسلام دشمن مرتد سلمان رشدی کی "شاتنگ درسس" اور ملحدہ تسلیمہ نسرین کی "لجہ" نامی کتابوں سے قرآن و اسلام کے خلاف پیش کرے۔اہل سنت نے اپنے طور پر مولوی خلیل احمد کی بکواس و خرافات اور ان کے اعتراضات کا تفصیلی جواب لکھا ہے۔خان صاحب کو اگر انکشاف حق کی مصنف کی مکاریوں چالبازیوں اور ان کی علمی خیانتوں کا حشر دیکھنا ہو تو جناب انکشاف نامی کتاب رئیس المحققین مفتی مہاراشٹر حضرت علامہ غلام محمد خان صاحب مدظلہ جامعہ مجدیہ ناگپور سے منگوا کر دیکھ لیں"صفحہ ۴۔

"اگر خان صاحب کو علماء دیوبند کی دینی و ملی خدمات پر اتنا ہی ناز ہے جن کفریہ عبارات کی بناء پر علماء عرب و عجم نے ان کے اکابر پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اسے غلط سمجھتے ہیں تو ہم ایک بار پھر آپ کو مناظرہ کی دعوت دیتے ہیں" صفحہ ۵

نیز سنیوں کو دیوبندیوں سے دور رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(باقی صفحہ 15 کالم نمبر 2-1 پر ملاحظہ فرمائیں)

نہایت مجبوری کے عالم میں بدر میں ایسی غلیظ عبارت نقل کرنے پر ہم اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔

احمدی فرقہ......اور......لکھنو

۱۲ر ۱۳ر نومبر کو جمیعۃ العلماء ہند نے ندوۃ العلماء لکھنؤ میں امام حرمین اور بعض دیگر نام نہاد اسلامی علماء کو بلا کر جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال انگیز کانفرنس کی اس پر درج ذیل تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

(ادارہ)

مکرمی پاکستان بننے کے تھوڑے ہی عرصے بعد وہاں احمدیوں کے خلاف ایک تحریک چلائی گئی تھی جس کو اس وقت کی حکومت نے سختی سے دبا دیا تھا۔ کافی عرصے بعد جب ذوالفقار علی بھٹو کو اپنا اقتدار خطرے میں نظر آیا تو دنیا کی تاریخ میں یہ عجوبہ واقع ہوا کہ ایک سیاسی ادارے یعنی پاکستانی پارلیمنٹ نے کفر کا فتویٰ دیا اور ایک بڑی جماعت کو اسلام سے خارج کر دیا۔ احمدیوں پر طرح طرح کے مظالم کئے گئے ان کو ملازمتوں سے نکالا گیا۔ تعلیمی اور سماجی اداروں پر روک لگائی گئی۔ ان کی مسجدوں کو توڑا گیا۔ ان کے نام بدلے گئے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے لیکن اس کے ساتھ ایک اور سلسلہ بھی جاری ہو گیا ہے آج اسی پاکستان میں دیوبندی اور بریلوی ایک دوسرے کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں اور سنی اکثریت کے بعض نام نہاد علماء نے شیعوں کے خلاف شرانگیزی کو اس حد تک بڑھا دیا کہ اب آئے دن گولیاں چلتی ہیں مسجدوں تک میں بے گناہ مارے جاتے ہیں اور دونوں فرقوں کے عام لوگ دہشت سے بھری زندگی گزارنے پر مجبور ہیں یہ سلسلہ بھی جلد ختم ہوتا نظر نہیں آتا۔

لکھنؤ کی روایت یہ رہی ہے کہ ہندو اور مسلمان شیعہ اور سنی سب مل جل کر رہتے رہے ہیں ایک دوسرے کی مذہبی تقاریب میں شرکت ایک دوسرے کے مذہبی جذبات کا لحاظ ایک مشترکہ تہذیب پر افتخار اور اس کی پاسداری یہ تمام باتیں لکھنؤ کی امتیازی خصوصیات رہی ہیں۔ اس خاص تہذیبی روایت کی تعمیر اور اس کے برقرار رکھنے میں میرے ناقص علم کے مطابق ندوہ نے نہ تو پہلے کوئی رول ادا کیا اور نہ اب کر رہا ہے چنانچہ علی میاں کی تائید سے اور ان کی سرپرستی میں امام خمینی اور شیعہ عقائد کے خلاف منظور نعمانی صاحب کی تحریروں کا جو سلسلہ جاری ہوا تھا اس کی انتہا یہ ہوئی کہ دو جلدوں میں ایک کتاب شائع کی گئی۔ جس میں دنیا بھر سے ایسے فتاویٰ حاصل کئے گئے۔ جن کی رو سے شیعہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں آج کل مدح صحابہ اور تبرا جیسی ضمنی باتوں کو لیکر جو شیعہ سنی تنازعہ چل رہا ہے اور جس سے سب سے زیادہ فائدہ بھاجپا والے حاصل کر رہے ہیں اس کے حل کرنے میں بھی ندوہ کچھ نہیں کر رہا ہے ظاہر ہے کہ یہ تنازعہ بھی اس خاموشی لیکن وسیع سرد جنگ کا ایک حقیر مقامی شاخسانہ ہے جو دو دہائیوں سے امام خمینی کے جانبداروں اور سعودی شہنشاہوں کے درمیان جاری ہے اور جس کا فائدہ امریکہ کو پہنچ رہا ہے وہی امریکہ جو بیک وقت اسرائیل اور سعودی عرب کا سب سے بڑا پشت پناہ ہے۔

احمدیوں کے خلاف اتنی بڑی عالمی کانفرنس کا لکھنؤ میں منعقد کیا جانا لکھنؤ میں نام نہاد شوکت اسلام کا ایک مظاہرہ کرنا ضرور کہا جاسکتا ہے ورنہ اس کی کوئی اور معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ لکھنؤ کے عام مسلمانوں کو احمدیت سے کوئی خطرہ نہیں نہ وہ یہاں کسی تعداد میں ہیں نہ یہاں تبلیغ کر رہے ہیں۔ اگر واقعی ان کے تبلیغی کاموں کے خلاف محاذ بنانا تھا تو وہاں جاکر جہاں یہ تبلیغی کام ہو رہا ہے بلکہ بہتر تو یہ ہوتا کہ اگر احمدی دراصل اپنی کوششوں میں اس حد تک کامیاب ہو رہے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے تو پھر ان کے طریقہ کار سے کچھ سیکھنا بھی چاہئے۔ آپ کے نامہ نگار نے ایک اور خبر شائع کرائی ہے جس کی سرخی ہے مور کے پاؤں اس میں انہوں نے ریاست کی انتظامیہ کو ڈانٹا ہے کہ وہ ندوہ کے سامنے کی گندی جھونپڑیوں کے طویل سلسلہ کو نہیں ہٹا سکی اور باہر سے آنے والوں کو یہ کریہہ منظر دیکھنا پڑا دراصل مور کے پاؤں "تو ندوہ کے ہوئے اگر اس کانفرنس پر صرف ہونے والی رقم کا ایک معمولی حصہ ان جھونپڑیوں پر خرچ ہو جاتا اور شباب اسلام کے نوجوان وہاں جاکر ان کی درستی اور صفائی وغیرہ کا کچھ تعمیری کام کرتے تو پڑوسی کا حق بھی ادا ہو جاتا اور عمائدین کو یہ منظر نہ دیکھنا پڑتا۔

میں نے اپنا مذہب الحمد للہ کسی عالم سے نہیں اپنی دادی سے حاصل کیا تھا۔ ان کا قول تھا کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ ہمارے اعزا میں سنی بھی ہیں اور شیعہ بھی۔ میں اس پر بھی فخر محسوس کرتا ہوں کہ طبیعات کا نوبیل انعام پانے والوں میں ایک ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم بھی تھے اور جب وہ انعام لینے اسٹیج پر آئے تو ان کے ہاتھ میں قرآن حکیم کا نسخہ تھا۔ ان کے وطن کے صاحبان اقتدار نے انہیں احمدی کہہ کر ان کی پذیرائی نہ کی تو پاکستان کا علمی نقصان ہوا۔ رہا وہ معاملہ جو ان کے اور ان کے خالق کے درمیان تھا اس کے بارے میں کس کی مجال ہے جو کچھ کہے۔

بابری مسجد کی شکست یا شہادت کے بعد جس طرح بھاجپا کے پاس کوئی جمگھٹ کرانے والا نعرہ نہیں رہا ٹھیک اسی طرح ہندوستانی مسلمانوں کے نامور لیڈروں کے پاس اپنا اقتدار جمائے رکھنے کیلئے کوئی نعرہ نہیں رہا۔ ساتھ ہی منڈل کمیشن رپورٹ کے زیر اثر مسلمانوں کے پچھڑے طبقوں کے لوگوں نے بھی ان شرفاء کی کرسیوں کو غیر مستحکم کر دیا چنانچہ اب احمدیوں کا ہوا کھڑا کیا جا رہا ہے اگر مسلمانوں کو واقعی متحد کرنا ہے تو بہتر یہ ہوگا کہ فصل کرانے کی جگہ وصل کرانے کی سعی کی جائے۔

تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی۔ (رومی)

چودھری محمد نعیم بارہ بنکی

(قومی آواز لکھنؤ ۲۱ر نومبر ۱۹۹۷ء)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا

ایک شرمناک جھوٹ

آیئے آج آپ کو "عالمی تحفظ ختم نبوت" کے ایک عظیم کارنامے کے سیاق و سباق سے آگاہ کریں جو ہمیں اس ہفتے مجلس کے مطبوعہ پیڈ پر بصورت خبر (اغلباً اشاعت کیلئے) ارسال کیا گیا ہے۔ نقل مطابق اصل

ایک قادیانی مناظر کا قبول اسلام

بہاولپور جنوری (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم و مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی اطلاع کے مطابق قادیانی جماعت کے مناظر و مربی چودھری برکت اللہ محمود سکنہ ربوہ نے مرزائی و مسلم متنازعہ مسائل پر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سے تقریباً تین گھنٹے تک گفتگو کے بعد اسلام قبول کر لیا۔ مناظر مذکور نے ایک تحریری بیان میں کہا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوت میں کذاب و دجال اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے اور اعلان کیا کہ وہ آئندہ کیلئے مرزائی جماعت سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھیں گے۔

دستخط محمد اسماعیل عفاء اللہ عنہ
(مرکزی ناظم۔۔۔۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)
(مہر) دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت۔ بہاولپور)

تحقیق پر معلوم ہوا کہ

ہم نے جب اس پریس ریلیز کے مندرجات کے بارے میں جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ سے رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" کے مرکزی ناظم اور خانوادہ رائے پوری کے مبینہ نامور سپوت کے اس عظیم کارنامے کی حیثیت ایک تازہ ترین سفید اور برہنہ جھوٹ سے زیادہ نہیں۔ بتایا گیا کہ

مولانا چودھری برکت اللہ صاحب محمود سلسلہ کی طرف سے ۱۹۶۸ء سے ۱۹۸۱ء تک ملتان میں بطور مربی متعین تھے۔ پھر ان کا تبادلہ لاہور ہو گیا جہاں ۱۹۸۲ء میں وہ ایک حادثہ میں وفات پاگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مگر "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" کے ایک "عفاء اللہ عنہ" اور مدظلہ کو دعویٰ ہے کہ انہوں نے چودھری صاحب مرحوم و مغفور کو ۸۹ء میں یعنی ان کی وفات کے سات سال بعد کلمہ شہادت پڑھا کر دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل کر لیا ہے۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے اس مجلس میں کیسے کیسے عالمی شہرت کے دروغ گو فریب کار اور ختم نبوت کے نام پر دین حق کی تجارت کرنے والے بھرے پڑے ہیں۔

(ہفت روزہ لاہور۔ لاہور ۳۰ اگست ۱۹۹۷ء) مرسلہ منیر احمد بانی کلکتہ

غزل ...... (ناصر دہلوی لنڈن)

میرے دلبر تصور ہی مرا حاصل نہ بن جائے
جنون عشق میں پہلا قدم منزل نہ بن جائے
جہان رنگ و بو میں دل ہی میرا ایک سرمایہ
یہ قبضہ میں صنم تیرے کہیں بسمل نہ بن جائے
رہ الفت میں رکھا ہے قدم ہو خیر اس دل کی
تغافل سے کسی کے یہ غبار دل نہ بن جائے
تلاطم آشنا دل کو یہی اک خوف رہتا ہے
کہ دریائے ستم اُن کا کہیں ساحل نہ بن جائے
میرے حسرت زدہ دل کو کہاں ہے تاب نظارا
تجلی نور مطلق کی میری مشکل نہ بن جائے
لہو کا ایک قطرہ ہی سہی لیکن میں ڈرتا ہوں
ٹپک کر آنکھ سے میری دوبارہ دل نہ بن جائے
نکل کر میرے سینہ سے چلا دل ڈھونڈنے تجھ کو
وفور شوق میں رخ پر ترے یہ تل نہ بن جائے
غزل اچھی کہی تو نے مگر یہ خوف لاحق ہے
کہ بزم شعر بھی ناصر تری محفل نہ بن جائے

درخواست دُعا

خاکسار اپنی صحت اور انجام بخیر کیلئے اپنی بیٹی عزیزہ ثمر عباسی مقیم امریکہ اس کے شوہر انتصار عباسی اور ان کے بیٹوں و بیٹی کیلئے نیز اپنے پانچوں بیٹوں کیلئے دعا کی درخواست کرتی ہوں کہ مولا کریم انکو دین کا سچا خادم بنائے۔ خلافت سے وابستہ رکھے اور اطاعت امام سے سرشار رہیں۔ ان سب کے بچوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور اثمار بیٹے کو خدا تعالیٰ اولاد کی نعمت سے نوازے۔ (احمدی بیگم نیو گارڈن ٹاؤن لاہور)

آئینہ اخبارات

پاکستان کا آئینی بحران

پاکستانی سیاستدانوں کی نظر میں

پاکستان میں صدر فاروق لغاری، وزیر اعظم نواز شریف اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سجاد علی شاہ کے اقدامات کے نتیجہ میں جو آئینی بحران پیدا ہوا اس کے حوالہ سے اخبارات میں شائع ہونے والے متعدد بیانات میں سے بعض بیانات ذیل میں ہدیۂ قارئین ہیں۔ اس سے ملک کی ناگفتہ بہ حالت اور وہاں پلنے والی سازشوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:۔

☆...... نوابزادہ نصر اللہ خان نے کہا:

"ملک کی حالت اس کشتی سی ہے جس کا لنگر ٹوٹ چکا اور ناخدا سو رہا ہے۔ ریاست کے تمام ادارے ایک ایک کر کے مکمل تباہی کا شکار ہو رہے ہیں"۔

(روزنامہ خبریں، ۱۵/ ستمبر ۱۹۹۷ء)

☆...... وسیم سجاد چیئرمین سینٹ نے کہا:

"بد قسمتی سے آج سرِ عام ملک کی جڑیں کھوکھلی کی جارہی ہیں لیکن ہم یہ سب کچھ برداشت کئے چلے جارہے ہیں جس سے قومی دفاع کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے"۔

(روزنامہ پاکستان ۲۹/ ستمبر ۱۹۹۷ء)

☆...... قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی نے کہا:

"پارلیمنٹ گندگی کا ڈھیر بن گئی، ارکان کو ہتھکڑی لگا کر عدالتوں میں لایا جائے گا اور مجرموں کی طرح عدالتوں کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے گا"۔

"عدلیہ خود کو تنہا نہ سمجھے پوری قوم ساتھ ہے۔ ہم عدلیہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اسلامی نظام کا نفاذ یقینی بنانے کیلئے کردار ادا کرے۔ اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کرنے کیلئے جماعت اسلامی کے ۵۰ لاکھ ارکان میدان میں نکل آئیں گے"۔

(روزنامہ نوائے وقت، ۱۰/ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

"انقلاب پاکستان کی دہلیز پر کھڑا ہے۔ جمعیت کے کارکن قیادت کیلئے تیار ہو جائیں۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ نواز شریف کی حکومت کو جائز تسلیم نہیں کرتے میں ایک بابرکت اسلامی انقلاب کو پاکستان کی دہلیز پر دیکھ رہا ہوں۔

(نوائے وقت لاہور، ۲۰/ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

☆...... ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا:

"نواز شریف ناکام ہو گئے ہیں۔ اب کوئی مذہبی لیڈر اقتدار پر قبضہ کریگا۔

نواز شریف اس خوفناک صورت حال پر قابو پانے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ ان حالات میں کوئی طالع آزما کوئی مذہبی لیڈر فائدہ اُٹھا کر اقتدار پر قبضہ کرے گا"۔

(روزنامہ خبریں ۲۰/ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

☆...... اور جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے اس بحران کا حل یہ پیش کیا:

"جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے جماعت اسلامی کی زیر قیادت ایک "عبوری حکومت" کو بحران کا اصل پائیدار حل قرار دیا ہے۔ منصورہ میں ایک ملاقات میں انہوں نے کہا کہ اس حکومت کی مدت اور اس میں صدر فاروق لغاری کی پوزیشن جیسے معاملات باہم مل بیٹھ کر طے کئے جاسکتے ہیں۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ انہوں نے تمام فیصلہ کن اداروں اور کرتا دھرتا لوگوں سے کہا ہے کہ ان کی اس تجویز سے اتفاق کریں ورنہ کشتی ڈوب جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم نواز شریف کو بھی چاہیئے کہ اس تجویز کو قبول کرلیں"۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۴/ نومبر ۱۹۹۷ء)

☆...... ایس ایم مسعود، سابق وزیر قانون نے کہا:

"۱۹۷۳ء کا آئین تمام ملکی ضروریات پوری کرتا ہے اس میں ترامیم کر کے اس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے"۔

(روزنامہ خبریں لاہور، ۲۸/ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

☆...... آئین متنازعہ ہو چکا ہے۔ (رفیق باجوہ)

☆...... ترامیم ختم کر دی جائیں تو ۱۹۷۳ء کا آئین بہترین ہے۔

☆...... "کیا ۷۳ء کا آئین ناکام ہو گیا ہے" کے موضوع پر تین ماہرین کا لیکچر:

☆...... کوئی آئین موجود نہیں۔ اگر تصور کر لیا جائے کہ ۷۳ء کا آئین موجود ہے تو یہ بھی موجودہ حالات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ نئے آئین کی ضرورت ہے"۔ (ڈاکٹر باسط)

☆...... موجودہ آئین تضادات کا شکار ہے۔ جس میں فکر اور عقیدہ کا فقدان ہے۔ ۱۹۷۳ء کا آئین متفقہ آئین تھا مگر بعد میں حکمرانوں نے اقتدار کو طول دینے اور ذاتی مقاصد کے لئے اس میں ترامیم کیں جن سے آئین متنازعہ ہو گیا۔ (رفیق باجوہ)

☆...... عوامی بغاوت کے ذریعہ موجودہ نظام کا تیاپانچہ کرنا ہوگا (فضل الرحمان)

"مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس وقت قوم کے اندر ابھرنے والے اس بغاوت کو منظم کر کے اس نظام کے خلاف تحریک چلا کر اس کا تیاپانچا کر کے ملک کو بچایا جائے"

(روزنامہ خبریں ۱۱/ نومبر ۱۹۹۷ء)

☆...... غنویٰ بھٹو صاحبہ نے کہا:

"نظام تبدیل کئے بغیر ملک بحرانوں سے نہیں نکل سکتا۔ آئینی بحران ۱۹۵۸ء سے چل رہا ہے اور اب یہ بات ضروری ہو گئی ہے کہ موجودہ نظام میں تبدیلی لائی جائے۔

(روزنامہ دن ۲۴/ نومبر ۱۹۹۷ء)

☆...... اعظم سلطان سہروردی ایڈووکیٹ نے کہا:

"کیا پاکستان کا آئین ابھی تک برقرار ہے؟ چیف جسٹس سجاد علی شاہ کے بارے میں کوئٹہ بنچ کے فیصلہ کے بعد یہ کہنا کہ آئین ابھی باقی ہے منافقت کے سوا کچھ نہیں"۔

(روزنامہ خبریں ۲۹/ نومبر ۱۹۹۷ء)

☆...... روزنامہ خبریں اپنے اداریہ بعنوان "کیا آئین ٹوٹ چکا ہے" کے تحت لکھتا ہے:

"سپریم کورٹ کے ججوں کے درمیان تصادم اور مختلف بنچوں کی طرف سے ایک دوسرے کو تسلیم نہ کرنے سے جو صورت حال پیدا ہوئی ہے اس کو سیدھے سادے الفاظ میں آئین کی ٹوٹ پھوٹ سے ہی تعبیر کیا جاسکتا ہے"۔

(روزنامہ خبریں ۲۰/ نومبر ۱۹۹۷ء)

☆...... ائر کموڈور طارق مجید نے کہا:

"اس وقت آئین کا ستیاناس کر دیا گیا ہے۔ آئین کی اتنی خلاف ورزیاں کی گئی ہیں کہ سپریم کورٹ میں خلاء پیدا ہو گیا۔ تو آئین ایسے لگے گا جیسے ناقص قسم کا کاغذ کا کوئی ٹکڑا ہو"۔

(روزنامہ پاکستان لاہور ۲/ دسمبر ۱۹۹۷ء)

☆...... مولانا فضل الرحمان نے کہا:

"ملک بے آئین ہو کر رہ گیا ہے اور تمام اقدامات ماورائے آئین اٹھالئے گئے ہیں"۔

(روزنامہ جسارت کراچی ۴/ دسمبر ۱۹۹۷ء)

☆...... "جسٹس سجاد، فاروق لغاری کو بھی لے ڈوبے"۔ (سردار ابراہیم)

☆...... چیف جسٹس سجاد علی شاہ کو چاہیئے تھا کہ معاملہ ختم کر دیں۔ بحران کو طول دے کر وہ خود بھی ڈوبے اور صدر پاکستان فاروق لغاری کو بھی ساتھ لے ڈوبے"۔

(جنگ لندن ۔/ دسمبر ۱۹۹۷ء)

مجلس شوریٰ خدام الاحمدیہ برطانیہ کے موقع پر

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس عرفان

مورخہ ۲۹/ اور ۳۰/ نومبر ۱۹۹۷ء کو مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کی مجلس شوریٰ مسجد فضل لندن میں منعقد ہوئی اس موقعہ پر ۲۹/ نومبر کو شام ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نمائندگان شوریٰ کی مجلس عرفان منعقد ہوئی۔ جس میں خدام نے حضور ایدہ اللہ سے مختلف سوالات دریافت کئے۔

☆...... ایک نوجوان نے بیان کیا کہ ہمارے غیر از جماعت دوست جو بہت مخلص اور شریف الطبع ہیں۔ ان سے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں بات ہوتی ہے تو وہ فوراً مخالفت پر اتر آتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ حضور نے فرمایا دراصل نیک وہی ہوتا ہے جو متقی ہو اور خدا خوفی رکھتا ہو۔ اگر وہ ان معنوں میں نیک ہے تو ایسا شخص کبھی بھی کسی بزرگ کی شان میں بدزبانی نہیں کر سکتا۔

☆...... اس سوال کے جواب میں کہ غیر از جماعت احباب شب برات کے روزے کا رواج رکھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں۔ جن حدیثوں پر یہ لوگ تکیہ کرتے ہیں وہ پانچ سو سال بعد کی مرتب شدہ ہیں۔

☆...... دیگر اہم سوالات میں سے چندیہ تھے: Meditation اور خدا تعالیٰ کی یاد میں محو ہونے میں کیا فرق ہے؟ مسئلہ ارتقاء اور روح کی فلاسفی، پاکستان کا سیاسی بحران اور پاکستان کا مستقبل جیسے سوالات کے بعد ہومیوپیتھک طریق علاج پر بھی سوال ہوا کہ دنیا بھر میں صحت عامہ کے لئے اسکا کیا کردار ہے۔ حضور انور نے فرمایا ترقی یافتہ قوموں کیلئے اچنبھے کی بات تھی کہ ہومیوپیتھک کیسے اثر دکھا سکتی ہے مگر اب وہ بخوبی سمجھنے لگے ہیں کہ یہ طریق علاج اپنا اثر رکھتا ہے اور کام کرتا ہے۔ البتہ تیسری دنیا کے لوگ اس کی فلاسفی کی طرف نہیں جاتے۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اس علاج سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

علاوہ ازیں اس مجلس میں کئے جانے والے سوالات میں سے بعض حسب ذیل ہیں: قرآن کریم میں مندرج واقعات ہماری روزمرہ کی زندگی پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں؟ تبلیغ کیلئے قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ ایک خاص جماعت اس کام کیلئے الگ رہنی چاہیئے۔ جو ہمہ وقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین کرتی رہے۔ دوسری طرف عام لوگ جو تبلیغ میں مصروف ہوتے ہیں ان میں اور ان میں کیا امتیاز ہے؟ ایسے بچے جو ابھی اچھی یا بری بات کو سمجھ نہیں سکتے۔ وہ اپنے اعمال کے اعتبار سے کس طرح پرکھے جائیں گے؟ تورات، انجیل اور بائیبل میں کیا فرق ہے؟ عالیجاہ محمد (آف امریکہ کیا احمدی تھا؟ اگر تھا تو وہ جماعت سے علیحدہ کیوں ہوا؟ مغربی سوسائٹی میں بچوں کے ساتھ بدفعلی اور بے حرمتی کا رجحان کیوں پایا جاتا ہے؟ Fox Hunting کے حوالہ سے شکار کرنے اور مچھلی پکڑنے والی سپورٹس کے بارے میں بھی تبصرہ۔ شادی کرنے کے حوالے سے سوال ہوا کہ اہل کتاب میں کون کون سی قومیں شامل ہیں؟ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب کو السلام علیکم کہتے تھے خواہ مخاطب یہودی بھی ہوں؟

اس قسم کے نہایت اہم اور دلچسپ سوالات اس مجلس میں ہوئے جن کے حضور ایدہ اللہ نے جوابات ارشاد فرمائے اور اسلامی نقطہ نگاہ سے مختلف امور کو واضح فرمایا۔ یہ مجلس قریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ اس مجلس کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹ شعبہ آڈیو ویڈیو، مسجد فضل لندن سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کی یہ نویں مجلس شوریٰ تھی جو مکرم سید احمد یحیٰ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی صدارت میں اگلے روز تک جاری رہی۔ جس میں تبلیغ، تربیت، تعلیم کے پروگرامز، سالانہ تقریبات کا کیلنڈر اور نئے سال کے لئے بجٹ پیش ہوا۔

سفر نامہ

فلسطین کے مقدس مقامات کی زیارت

ڈاکٹر رفیق احمد ناصر قاہرہ

جس وقت ہم حیفا سے تقریباً ۵۰ میل دور جنوب مغرب میں سمندر کے ساحل پر واقع فلسطین شہر میں داخل ہوئے تو بارش اپنے عروج پر تھی اور اُس نے ہم کو اس شہر کے تفصیلی مشاہدہ کی اجازت نہ دی ایک سرسری سی نظر سے اس قدیم شہر کی فصیل قلعہ کو جو ابھی بھی اپنی اسی شان سے کھڑی ہے دیکھا اور وہ مشہور قید خانہ بھی دیکھنے کو ملا جہاں برطانوی دور حکومت میں بہاؤاللہ کو کچھ عرصہ کیلئے قید زندان بنایا گیا تھا۔

قدیم شہر عکا جس کے مضبوط قلعہ کو سلطان صلاح الدین ایوبی نے فتح کیا تھا چاہے جس حالت میں بھی تھا مگر جس وقت میں نے اس کو دیکھا تو اس میں اب اسرائیلی حکومت نے بہت جدید طرز کی عمارات سڑکیں اور کارخانے بنائے ہیں اور شہر سے تھوڑی ہی دوری پر ان کا ایک مسلح فوجی بارک ہے ۱۸/ جنوری کو میں نے عکا سے فراغت کے بعد "قدس" میں مسجد اقصیٰ قبة الصخراء میں نماز نفل ادا کرنے کی غرض سے رختِ سفر باندھا۔ موجودہ وقت میں فلسطینیوں اور محکمہ فوجیوں کے درمیان مختلف جھڑپوں اور آئے دن کی پتھر بازی اور جواباً گولی کے نشانہ میں اموات اور کرفیوں کی خبریں میں نے سن رکھی تھیں۔ بذریعہ بس مختلف کشادہ شاہ راہوں اور ان کے گردا گرد لہلہاتی کھیتیوں کی فصلوں کا نظارہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہوئے اور اس کی حمد و ثناء کے ترانے گاتے ہوئے ہم تیزی سے قدس کی طرف گامزن تھے ڈیڑھ گھنٹے کے اس سفر میں جہاں دیگر اجنبی مسافروں کے دل خوف و ہراس سے بھرے تھے اور پریشانی ان کے چہروں سے عیاں تھیں وہاں میرا دل خدا کے ذکر سے بھرا ہوا مطمئن تھا رفتہ رفتہ ہم قدس کے قریب ہوتے جارہے تھے جگہ جگہ محکمہ (فوجی چوکیاں) تھیں جو گاڑیوں کی چیکنگ کرتی تھیں چونکہ میں سرکاری بس میں سوار تھا اسلئے زیادہ چیکنگ کی پریشانیوں سے بچتے ہوئے بالآخر تقریباً بارہ بجے ہم بس اڈہ میں پہنچے جہاں سے فوراً ہی ٹیکسی کرکے قدس مسجد اقصیٰ قبة الصخراء کی طرف روانہ ہوئے۔ تقریباً پرانا شہر اور تمام مقدس مقامات ایک وسیع و عریض فصیل کے اندر موجود ہیں جس کے سات آٹھ دروازے ہیں۔ باب خلیل سے پولیس کو اپنا شناختی کارڈ دکھا کر اندر داخل ہوئے اور سامنے ہی نیلے قبہ کی چوٹی اور گول گنبد پر نظر پڑتے ہی ایک وجدانیت کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اور دل سے بیشمار دعائیں نکل کر فضاء میں منتشر ہوگئیں۔

وضوء کرکے قبۃ الصخرا میں داخل ہوئے اور عین وسط میں حجر معلقہ میں داخل ہوکر دو رکعت قصر نماز ظہر ادا کی اور سجدوں میں رقت و گریہ وزاری اور دعاؤں کی جو کیفیت ہوگی ایک مسلمان کا دل اس سے خود ہی واقف ہے۔

قبۃ الصخراء سے ہی چند سو گز کے فاصلہ پر ہماری مقدس و بابرکت مسجد اقصیٰ کی بلند عمارت واقع ہے۔

پولیس کی اجازت سے ہم اندر داخل ہوئے اور اس بلند و بالا عمارت کی ظاہری شان و شوکت کو دیکھ کر ہم دنگ رہ گئے جہاں کسی وقت ہزاروں کی تعداد میں مسلمان پنجوقتہ نمازیں ادا کرتے ہوں گے مگر موجودہ حکومت کی پالیسی شدید اجراءت' خوف و ہراس نے مسلمانوں کی اس تعداد کو عام دنوں میں بہت کم کردیا ہے اور عموماً جمعہ کے روز حاضری کی نسبت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ ان دنوں میں بھی یہودیوں کے مسلم نمازیوں پر بموں کے حملوں کی خبریں دنیا بھر میں سنی جاتی رہی ہیں جن کے بچے ہوئے خول یا ناکارہ دستی بموں کی ایک مقدار ابھی تک شیشہ کی الماری میں محفوظ دیکھنے کو ملی جس کے بارود میں کئی مسلمانوں کے خون بہہ گئے ہوں گے۔ مختصر سے سرسری معاینہ کے بعد میں نے مسجد اقصیٰ میں اس مقام پر نماز ادا کی جہاں بزرگان امت نے نمازیں ادا کیں تھیں اور جہاں صلاح الدین ایوبی نے ساری رات گڑگڑا کر عالم اسلام کی پریشانیوں کی دوری کیلئے دعائیں کیں تھیں۔ مسجد اقصیٰ کی بلند چھتوں میں اپنی دعاؤں کی گریہ وزاری کی لہریں چھوڑتے ہوئے بوجھل دل سے آنسو بہاتے ہوئے باہر آیا جہاں پر چند سال قبل مسجد اقصیٰ کے اُس حصہ کی ابھی تک تصلیح و مرمت جاری تھی جو کئی سال قبل یہودیوں کی طرف سے جلادیا گیا تھا۔

یہاں سے فارغ ہوکر یہودیوں کی اس مقدس دیوار گریہ وزاری (حائط المبکی) کی طرف گیا جہاں پر یہودیوں کی ایک لمبی قطار اپنے اپنے طریقہ کے مطابق دعاؤں یا عبادت میں مشغول تھی اور ان میں سے ۹۰ فیصد افراد نے کالے رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ حائط المبکی سے گزر کر پھر اسی باب خلیل سے باہر آئے جہاں پر دیکھا کہ فوجی عرب نوجوان کو اس کی گاڑی کی تلاشی کی وجہ سے مار پیٹ رہے تھے جس کے کانوں اور ناک سے متواتر خون بہہ رہا تھا اور یہ مار پیٹ فوجیوں کی طرف سے عام ہوچکی ہے جس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ قبۃ الصخراء کے پاس ہی ایک ہندوستانی بزرگ مجاوز محمد علی کی قبر بھی دیکھی واپسی پر گلگوتھ نامی اُس جگہ پر بھی گئے جہاں پر دو ہزار سال قبل یہودیوں نے ایک پیارے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا کر لعنتی موت مارنے کی کوشش کی مگر خدا تعالیٰ نے ان کو اس لعنتی موت سے بچالیا اس جگہ پر اب عیسائیوں کی طرف سے ایک بڑا گرجا "كنيسة القيامة" کے نام سے بنادیا گیا ہے جس کی زیارت کی غرض سے دنیا بھر کے عیسائی یہاں آتے ہیں۔ سطح زمین سے کافی اونچائی پر وہ مقام صلیب تھی جہاں اب انہوں نے ایک صلیب بنا کر حضرت عیسیٰ کو اس پر لٹکاتے ہوئے دکھایا ہے۔ اُس سے تھوڑی ہی دوری پر وہ کمرہ نما قبر ہے جہاں پر ان کو بعد میں صلیب سے اُتار کر مرہم پٹی و علاج کیا جاتا رہا۔ جب اس کمرہ میں ہم داخل ہوئے تو وہاں صندوق نما ایک قبر پر ایک خاتون جھکی ہوئی دعائیں مانگ رہی تھی یہاں پر بھی وہی صلیب سی بنائی تھی۔ بمشکل اس کمرہ میں تین یا چار افراد بیٹھ یا کھڑے ہوسکتے تھے اور اس میں داخلے کیلئے بھی جھک کر جانا پڑتا تھا اور اس داخلہ پر ایک پتھر رکھ کر اس کے دروازے کو بند کیا جاسکتا تھا۔

كنيسة القيامة کے قریب ہی حضرت عمر بن الخطابؓ کے نام سے ایک مسجد بنی ہوئی ہے۔ یہ وہ مسجد ہے جب حضرت خليفة المسلمين عمر بن خطاب کے وقت میں مسلمانوں نے قدس کو فتح کیا اور آپ اس كنيسه القيامة کو دیکھنے کیلئے گئے اسی اثنا میں وقتِ نماز آپہنچا اور آپ نے باہر جاکر نماز پڑھی جہاں پر بعد میں مسلمانوں نے مسجد بنادی۔

قدس کی اس قدیم آبادی سے نکل کر میں نے حیفا کے ایک دوست محمد کو ساتھ لیا جو اسی سارے سفر میں میرا رفیق سفر تھا اور ہم جدید قدس کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ وہ علاقہ ہے یہاں پر اب حکومت کی طرف سے ان تمام یہودیوں کو یکجائی طور بستیاں بنا کر رہنے کی سہولت فراہم کی جاتی ہے اور باقاعدہ جدید طرز کے شاندار رہائشی فلیٹ تمام سہولیات کے ساتھ مہیا کئے گئے ہیں اور وہ اپنی ایک الگ دنیا میں بستے ہیں اور P.L.O کے زعیم یاسر عرفات کے اعلان کردہ منصوبہ کے تحت یہ حصہ جدید قدس یہودیوں کی حکومت یعنی اسرائیل کو دے دیا جائے اور پرانا قدس مسلمان عربوں یعنی دولة فلسطين کو دیا جائے۔ اب مستقبل اس کے بارے میں کیا فیصلہ کرتا ہے جس کا انتظار ہے۔

پہلے نصف اسرائیل کا یہ سفر الحمد للہ اختتام کو پہنچا اور دوسرے نصف اسرائیل کا سفر شروع کرتا ہوں اسی طرح کے ایک بزرگ نبی حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر سے جو تل ابیب سے سیریا کی طرف جانے والے راستوں پر واقع ہے۔ حیفا سے تقریباً ۸۰ کلومیٹر طبریہ نامی جھیل کی طرف جاتے ہوئے بائیں طرف ایک پہاڑی گاؤں سے تھوڑی دور پر یہ قبر پہاڑی کے اندر ہی واقع تھی جس کو اب کاٹ کر ایک مسجد کی عمارت بنادی گئی ہے اور اب وہ قبر مسجد کے ساتھ ہی مل گئی ہے۔ اسرائیل اور شام کی سرحدوں پر رہنے والی دروز قوم کے افراد کا اب یہ دعوی ہے کہ حضرت شعیب ان کی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اور وہ لوگ اب کثرت کے ساتھ اس جگہ پر اپنی چھٹیوں کے دنوں میں آتے ہیں اور ہمارے ہندوپاک کے مسلم خاندانوں کی طرح نذرانے چڑھاتے ہیں اور خاص طور پر چادر چڑھانے کا رواج عام ہے جس کی کثرت سے وہاں چادروں کا ڈھیر لگ گیا ہے ہم چار افراد یعنی مولوی محمد حمید کوثر صاحب ان کا بیٹا ایک عربی دوست عبد اللطیف قائد مجلس اور خاکسار چاروں نے وہاں دعا کی اور پھر دو نفل مسجد میں ادا کرکے طبریہ جھیل کی طرف کوچ کیا۔ ہمارے ہمراہ گاڑی تھی جو کہ فرانس کی کسی اچھی کمپنی کی تیار شدہ تھی۔ سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی پکی سڑکوں کو پار کرتے ہوئے خوبصورت سبزہ زار لہلہاتے ہوئے کھیتوں کا نظارہ کرتے ان پہاڑی بستیوں کا جن میں کبھی عرب خاندان بستے تھے (مگر بعد ازاں ہجرت کرگئے اور اب ان میں سے بیشتر میں یہود مستوطن آباد ہیں)

ان سب کو دیکھتے ہوئے ہم بالآخر طبریہ جھیل کے کنارے پہنچے جہاں پر گاڑی پارک کرکے ۲۲ کلومیٹر لمبی ۱۳ کلومیٹر چوڑی اور ۵۰ فٹ گہری اس جھیل میں تفریح کی غرض سے گئے۔ یہ جھیل ۱۹۴۸ء میں برطانوی تقسیم کے وقت نصف اسرائیل کے قبضہ میں اور نصف شام کے قبضہ میں دے دی گئی تھی جس کے نصف میں U.N.O کے جہاز گردش کر رہے تھے مگر ۱۹۶۷ء کی پہلی اسرائیل عرب جنگ کے وقت اسرائیل نے اس پر قبضہ کرلیا اور جھیل کے اس پار گولان کی ساری پہاڑیوں کو بھی شام سے چھین لیا جہاں اب یہودی مستوطن آباد ہیں جو کہ اسوقت کی جدید طرز کی قومی زراعت کے ناخدا ہیں اور ایک ریکارڈ توڑ زرعی پیداوار کے مالک ہیں۔ اسرائیل نے تینوں چاروں اطراف سے اپنے پڑوسی ملکوں مصر سے سیناء و طابا کا علاقہ (جو دوسری جنگ ۱۹۷۳ء میں مصر نے اسرائیل سے واپس لے لیا تھا اور آخری چپہ زمین کا "طابا" بھی اس نے گذشتہ سالوں کے اندر واپس لے لیا ہے) شام سے نصف طبریہ کی جھیل و گولان کی پہاڑیاں لبنان سے جنوبی بیروت اردن سے ضفة الغربية اور قطاع غزة وغیرہ ایک ہی جھٹکے میں چھین لئے اور اب عالم عرب اپنی ہی زمین کی واپسی کیلئے بے بس ہے)۔

طبریہ سے واپسی پر اسی جھیل سے نکلنے والی "نہر اردن" کے اس مقام پر گئے جہاں پر عیسائیوں کے ایک مقدس مقام کو دیکھنے کا موقعہ ملا جس کی مختصر تاریخ اسطرح ہے۔ حضرت عیسیٰ جب صلیب سے اتار لئے گئے اور قبر میں مرہم پٹی کے بعد ایک سفر کے قابل ہوئے تو انہوں نے اپنے حواریوں سے جس خاص جگہ پر ملاقات کرکے شہد و مچھلی و روٹی تناول کی تھی اور ان کو بپتسمہ دیا اور غسل کیا اور کروایا وہ یہی نہر اردن کا مقام ہے جس کا ذکر انجیل میں ملتا ہے۔ یہاں پر بہت سے یورپین سیاح بھی موجود تھے جو اس "مقدس نہر" کا پانی بوتلوں میں بھر کر لے جاتے دیکھے گئے۔ میں سمجھتا تھا کہ شائد ہمارے ایشین باشندوں کو ہی اس طرح کی باتوں کا چسکا ہوگا مگر یہاں آکر دیکھا کہ ترقی یافتہ قوموں کے باشندے بھی اس کا شکار ہیں۔

تحقیقی نقطۂ نگاہ سے میرے لئے ناصرہ Nazarat کا مقام ایک اہم حیثیت رکھتا تھا۔ بڑے بڑے کیلوں اور سنتروں کے باغات (جہاں کوئی رکھوالا موجود نہ تھا اور اگر ہمارے ملکوں میں ایسے ایسے پکے ہوئے سنتروں اور پھلوں کے خوشے نظر آجائیں اور پھر وہ سکول کے بچوں کی زد سے بحفاظت رہ جائیں تو یہ ایک معجزہ سمجھا جائے گا) اور گائے بھینسوں و مرغیوں کے فارموں کو پار کرتے ہوئے ہم ناصرہ کی ان کچی پکی گلیوں سے گاڑی گزارتے ہوئے عیسائیوں کے مقدس کنیسہ "كنيسة البشارة" میں پہنچے۔ شہر میں داخل ہوتے ہوئے مجھ کو اس سفر میں پہلی دفعہ یہ احساس ہوا کہ میں ایک بار پھر اپنے ملک میں پہنچ گیا ہوں کچی پکی عمارتیں۔ دھول و مٹی سے بھری ہوئی تنگ و چوڑی سڑکیں دوکانوں اور مکانوں میں وہی بھیڑ بھاڑ۔ پرانی گاڑیوں اور

(باقی صفحہ ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

اذکروا موتاکم بالخیر

پیارے ابّا!

محترم بشیر الدین الہ دین صاحب کا ذکر خیر

...... منصورہ الہ دین صاحبہ حیدر آباد ......

۳۰/ جنوری ۱۹۲۲ء کو محترم سیٹھ ابراہیم بھائی الہ دین صاحب مرحوم کے ہاں ایک سعید روح رکھنے والے لڑکے کی ولادت ہوئی جس کا اسم گرامی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بشیر الدین تجویز فرمایا۔

محترم ابراہیم بھائی الہ دین صاحب مرحوم جو رشتہ میں حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب مرحوم کے ماموں تھے انہیں کے ساتھ احمدیت کی آغوش میں آئے چونکہ ہمارے خاندان میں احمدیت کی بنیاد ہمارے دادا محترم سیٹھ ابراہیم بھائی الہ دین صاحب مرحوم سے پڑی اس لئے نسل در نسل بطور یادہانی کی غرض سے الہ دین کا نام میرے والد محترم خود بھی اپنے نام کے ساتھ لگاتے تھے اور ہم کو بھی تاکید کیا کرتے تھے کہ احمدیت کی شروعات خاندان میں انہی سے ہوئی اس لئے یہ نام ہمیشہ ساتھ لگایا کرو۔

میرے دادا مرحوم کی تین بیویاں تھیں۔ پہلی بیوی سے محترم سیٹھ فاضل الہ دین مرحوم تھے جو حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب مرحوم کے بڑے داماد تھے۔ دوسری بیوی سے محترمہ لیلیٰ بائی صاحبہ اہلیہ محترم فاضل کرم علی صاحب مرحوم ہیں جو ابھی اللہ کے فضل و کرم سے بقید حیات ہیں۔ تیسری بیوی تھیں محترمہ سیدہ عظیم النساء صاحبہ مرحومہ بنت ڈاکٹر سید ظہور الحسن صاحب سول سرجن جن سے تین لڑکے محترم مسیح الدین الہ دین صاحب مرحوم۔ محترم نور الدین الہ دین صاحب مرحوم، محترم بشیر الدین الہ دین صاحب مرحوم اور ایک لڑکی محترمہ حور بانو صدیقی صاحبہ ہے جو اللہ کے فضل و کرم سے بقید حیات ہیں اور لندن میں مقیم ہیں۔

میرے والد محترم عہد طفلی میں ہی والدین کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے اور یہ تمام بھائی بہن اپنے نانا کی زیر کفالت آ گئے پھر گیارہ سال کی عمر میں حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب مرحوم نے آپ کو بغرض تعلیم قادیان دار الامان بھجوایا۔ وہاں پر آپ نے دسویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ آپ اردو۔ عربی۔ انگریزی اور ریاضی میں بہت ماہر تھے۔ حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب مرحوم کے حسابات کا کام میرے والد محترم کے ہی سپرد تھا۔ اُس کے بعد اسٹار بون میل میں ملازمت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

۱۹۴۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کا نکاح محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ مرحومہ بنت محترم شیخ کرم دین صاحب مرحوم ٹورنٹو نوداس کو شیا کینڈا کے ساتھ پڑھایا۔ ۱۹۴۶ء میں رخصتی عمل میں آئی اور آپ کو ان سے تین لڑکے محترم نصیر احمد الہ دین، محترم رفیق احمد الہ دین، محترم جمیل احمد الہ دین اور تین لڑکیاں محترمہ ریحانہ الہ دین محترمہ سلطانہ الہ دین اور محترمہ دردانہ الہ دین صاحبہ ہوئیں جن میں سے بڑے لڑکے محترم نصیر احمد الہ دین کا ۴۶ سال کی عمر میں ڈیڑھ سال قبل انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے ۱۹۶۱ء میں دوسری شادی محترمہ فہیم النساء صاحبہ بنت محترم سیٹھ محمد علی صاحب مرحوم کے ساتھ کی جن سے آپ کو پانچ لڑکے محترم نسیم احمد الہ دین محترم انیس احمد الہ دین۔ محترم حفیظ احمد الہ دین مبلغ سلسلہ احمدیہ، عزیزم کلیم اللہ الہ دین، عزیزم فضل احمد الہ دین اور ایک لڑکی خاکسارہ منصورہ الہ دین ہوئے۔

میرے پیارے والد محترم اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل ایمان رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ حتی کہ چلتے پھرتے بھی یہی دُعا کرتے تھے کہ اللہ انجام بخیر کرے۔ آمین۔

وقت پر پابندی سے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرتے، باجماعت نماز پڑھاتے، قرآن کریم کی تلاوت فجر کے بعد پابندی سے کرتے، روزانہ دو دو گھنٹے تک رات میں نوافل ادا کرتے، اہتمام کے ساتھ ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھتے۔ قرآن کریم کے کئی دور کرتے اور اعتکاف بھی بیٹھتے۔ میرے والد محترم کو کئی دفعہ لیلۃ القدر بھی ملی۔ ایک وقت تو فرط مسرت سے آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور کہنے لگے کہ مجھے لیلۃ القدر ملی۔ ہم لوگوں نے اصرار کیا کہ پپا! بتاؤ کیا بتایا گیا اور کیسا محسوس ہوا لیکن وہ اصرار کے باوجود چپ رہے اور آج جب میں مضمون لکھنے لگی اور اعتکاف و لیلۃ القدر کا ذکر لکھنے لگی تو مجھے وہ ہم سب کا اصرار اور پپا کا چپ رہنا یاد آیا۔ اور اسی رات عاجزہ نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے پپا کی وفات کے بعد خود پپا کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ڈائری اپنے پڑوسیوں کو سنا رہی ہوں۔ جس میں والد صاحب نے سن ۱۹۹۲ء لکھ کر ڈائری کے پہلے صفحہ پر اپنے دو خواب درج کئے ہیں جس میں پہلے یہ لکھا کہ "مجھے خواب میں مدینہ شریف دکھایا گیا ہے" تب مجھے یقین کے ساتھ بے انتہا قلبی سکون محسوس ہوا اور مالک دو جہاں کی رحمت پر ناز ہونے لگا کہ اس نے میرے پیارے پپا کو شاید اسی لیلۃ القدر میں مدینہ شریف بتایا اور بلایا۔ شکر ہے اللہ کا کہ خواب میں ہی سہی میرے پپا کو مقام مقدسہ کا دیدار تو نصیب ہوا۔ میرے والد محترم کو ادعیۃ القرآن، ادعیۃ الموعود الموعود۔ جامع الاذکار اور درود تاج وغیرہ تقریباً مکمل حفظ تھے۔ جنہیں آپ بعد فجر یا پھر عصر و مغرب کے درمیان ایک ڈیڑھ گھنٹے تک ٹہلتے ہوئے ہمیشہ پڑھتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چھوٹی چھوٹی دعائیں جیسے نماز میں لذت حاصل کرنے کی دُعا۔ آڑے وقت کی دُعا۔ اکیلے وقت کی دُعا۔ دیوار پر لکھ دیتے تھے اور گھر کے تمام بچوں سے کہتے کہ جو بھی اسے سب سے پہلے یاد کرے گا میں اسے ایک روپیہ دوں گا۔ تب تمام بچے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں وہ دعائیں جلد سے جلد یاد کر لیتے تھے اور آپ خوشی خوشی سبکو ایک ایک روپیہ دیتے تھے۔

آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتے تھے۔ ہمیشہ درود شریف کا ورد کرتے اور جب بھی رسول کریم کے زندگی کے واقعات بیان کرنے یا کسی اور بات میں آپؐ کی مثال دیتے تو آواز رندھ جاتی اور آنکھیں لبالب ہو جاتیں۔ ۱۹۷۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ مکمل حفظ کیا تھا اور اس قصیدہ کا یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔

یارب صل علی نبیك دائما
فی هذه الدنیا وبعث ثانی

میرے والد محترم خلفاء کرام و خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔ آپ کا دل خلفاء کرام کی عزت و عقیدت سے معمور تھا۔ ہمیشہ خلیفہ وقت کی خدمت میں پابندی سے بغرض دُعا خطوط لکھتے رہتے تھے۔ خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور میں اس پابندی کا یہ عالم تھا کہ جب محترم سیٹھ فاضل الہ دین صاحب مرحوم کے فرزند محترم محمود احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات کی اور دوران گفتگو بوجہ رشتہ داری میرے والد محترم کا ذکر کیا تو حضور نے فوراً فرمایا کہ "میں اُن سے تو اچھی طرح واقف ہوں اُن کے خطوط میرے پاس پابندی سے آتے ہیں" اور جب میرے والد محترم کو اس ملاقات و گفتگو کا علم ہوا تو آپ کا چہرہ وفور محبت سے چمکنے لگا اور کہنے لگے کہ اتنی زیادہ مصروفیت کے باوجود صرف خطوط کی وجہ سے حضور نے مجھے یاد رکھا یہ بہت بڑی بات ہے۔ آپ ہم سب کو بھی ہمیشہ تلقین کیا کرتے تھے خلیفۂ وقت کی خدمت میں ہمیشہ دُعا کیلئے خطوط لکھتے رہنا چاہیے چاہے جواب آئے یا نہ آئے۔

امام وقت کی آواز کو لوگوں تک پہنچانے کا جذبہ بھی میرے والد صاحب میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ اکثر زیر تبلیغ لوگ گھر پر بھی آتے تھے، خطوط کے ذریعہ بھی تبلیغ کرتے اور لوگوں میں جماعت کا لٹریچر اور پمفلٹ بھی تقسیم کرتے تھے۔ اور پابندی سے اپنا اخبار "بدر" مطالعہ کے فوری بعد زیر تبلیغ احباب کی خدمت میں پوسٹ کر دیتے تھے۔

مطالعہ کے بے انتہا شوقین تھے سلسلہ کے کتب ہمیشہ زیر مطالعہ رہتیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو کئی کئی بار پڑھتے اور کہتے کہ جتنی دفعہ بھی یہ کتابیں پڑھی جائیں نئے نئے معنی و نکات سامنے آتے ہیں۔

آپ کو بیحد وسیع معلومات تھی ہر موضوع پر مدلل گفتگو کرتے چاہے ان موضوعات کا تعلق مذہب سے ہو یا سیاست سے، سائنس سے ہو یا معاشیات سے، ہر موضوع پر موجودہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے حقائق پر مبنی گفتگو کرتے تھے۔

پیارے والد محترم اپنے اور پرائے سبھی سے بے انتہا محبت کرتے عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے، صفائی پسند، صاف دل، صاف ذہنیت، بچوں میں بچے نوجوانوں میں نوجوان، بزرگوں میں بزرگ جن کی موجودگی سے محفل زعفران زار ہو جاتی تھی۔ ہر کسی سے اتنی محبت و خلوص سے ملتے کہ وہ دوبارہ ملنے کے آرزو مند ہو جاتے۔ مہمانوں کی آمد پر بہت خوش ہو جاتے اور کہتے کہ مہمان اللہ کی رحمت ہے جو بھی چٹنی روٹی تیار ہے فوری ان کی خدمت میں پیش کرو ہر کسی کیلئے وعدہ کے مطابق پابندی سے دعائیں کرتے حتی المقدور امداد کرتے اور اگر اپنے سے نہیں ہو سکا تو دوسروں کو امداد کیلئے توجہ دلاتے سنت رسولؐ کے مطابق سلام میں ہمیشہ پہل کرتے۔ جھوٹ بے ایمانی اور خیانت کو قطعی ناپسند کرتے اور حق اور سچائی کو ڈنکے کی چوٹ پر بیان کرتے تھے خواتین کی بہت عزت کرتے جماعت کی بیوہ خواتین کیلئے وظیفہ کی کارروائی کرتے اور پھر ہر سال تصدیق کے خطوط بھی لکھتے تھے۔

آپ پڑوسی کے حقوق کا بہت خیال رکھتے تھے ان سے خوش خلقی سے پیش آتے عیادت کیلئے فوری جاتے چھوٹے بڑے سبھی کا حال نام نام سے دریافت کرتے جتنے مقامات پر بھی رہے وہ تمام پڑوسی آپ کی بے انتہا عزت کرتے محبت و خلوص سے ملتے اور آپ کی خوش خلقی نیکی و تقویٰ کے قائل ہو جاتے۔

اپنی ۷۶ سال زندگی میں میرے پیارے والد محترم عرصہ دراز تک جماعت احمدیہ سکندر آباد میں قائد خدام الاحمدیہ اور بحیثیت سیکرٹری تبلیغ و تربیت کے فرائض انجام دیتے رہے اس کے بعد حیدر آباد کی جماعت میں بھی مختلف عہدوں کے فرائض حتی المقدور احسن رنگ میں انجام دیتے رہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

آپ اپنی آمدنی کے مطابق باشرح طور پر پابندی سے چندہ ادا کرتے تھے یہاں تک کہ وصیت کا چندہ ہسپتال میں وفات کے مہینہ تک کا مکمل ادا کر چکے تھے اور دوسرے چندہ جات بھی تقریباً دسمبر ۱۹۹۷ء تک مکمل ادا کر چکے۔

سالانہ دینی امتحانات اور مقابلہ جات میں بھی ذوق و شوق کے ساتھ ہمیشہ حصہ لیتے اور پوزیشن حاصل کرتے تھے۔ قادیان کے اجتماع اور جلسہ سالانہ میں بھی حتی المقدور ہمیشہ پابندی کے ساتھ شرکت کرتے اور سارا وقت بیت الدعا میں عبادت و دعائیں کرتے ہوئے اور احباب جماعت سے فرداً فرداً ملاقات کرنے اور دعاؤں میں یادہانی کی درخواست کرنے میں گزارتے تھے۔

۱۹۸۶ء میں والد صاحب نے "محامد خاتم النبیین ﷺ و نذرانہ درود و سلام" کے عنوان سے نہایت محنت اور عرق ریزی سے ان اقتباسات کی یکجائی تشکیل کا کام سر انجام دیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جذبہ عشق رسول کی عکاسی کرتے ہیں۔

۱۹۸۸ء میں آپ نے بعنوان "خدا کی قسم" حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعاوی کے بارہ میں اپنی مختلف کتب و تحریرات میں جو خدا تعالیٰ کی قسمیں کھائی ہیں اُن کو اس نظریہ کے تحت رسالہ کی شکل دی کہ سعید الفطرت لوگ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی پر سنجیدگی سے غور فرمائیں اور آپ کی تائید و نصرت میں خدائی سلوک کا مشاہدہ کریں۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چھوٹی چھوٹی جامع دعائیں بھی شائع کروا کر لوگوں میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ والد صاحب وقت کی بہت

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطوط کیلئے شکریہ

☆بریڈ فورڈ انگلینڈ سے سعید احمد انور صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ بدر کا جلسہ سالانہ نمبر موصول ہوا۔ جسے دیکھ کر اور پڑھ کر دلی خوشی ہوئی اور فوری آپ کی خدمت میں مبارک باد پیش کرنے کو دل چاہا۔ آپ نے جس محنت سے اس خصوصی اشاعت کو خوبصورت اور دلچسپ بنانے کی کوشش کی ہے آپ اس کوشش میں کامیاب ہیں۔ یہ شمارہ نہایت دیدہ زیب' دلچسپ اور اس میں شامل مضامین معلوماتی اور ایمان افروز ہیں آپ نے اور مضامین نگاروں نے قادیان میں درویشوں کی پچاس سالہ زندگی اور بھارت میں اس عرصہ کے دوران احمدیت کی ترقی کے سلسلہ میں ایک قابل قدر خدمت انجام دی ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی جزائے خیر عطا فرماوے۔

میری طرف سے آپ سب کو نئے سال کی رمضان المبارک کی اور عید الفطر کی دلی مبارک باد پیش ہے۔

☆محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ کیرلہ لکھتے ہیں۔

راستہ بھر گاڑی میں بدر خاص نمبر زیر مطالعہ رہا۔ واقعی ہمارے ادب میں یہ رسالہ ایک بہت بڑا سرمایہ ہے۔ آپ کا ایڈیٹوریل پڑھا بہت لطف اُٹھاتا رہا۔ سچ مانئے سطر سطر پر آپ کے لئے دعائیں کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و قلم دونوں کو طاقت عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ بدر کے ذریعہ بہت بڑی خدمت بجالا رہے ہیں

محترم ملک صلاح الدین صاحب کا مضمون بھی ایک تاریخی دستاویز ہے جو آپ نے محفوظ کر لیا ہے۔

☆مکرم فضل الٰہی صاحب انوری آف جرمنی رقمطراز ہیں۔

اگرچہ ہر سال کا سالانہ نمبر اپنے تصویری مناظر اور ندرت تحریر کا ایک حسین مرقع ہوتا ہے مگر اس بار کے اس خصوصی شمارے نے آج سے پچاس سال پہلے کی یادوں کے تار چھیڑ کر میرے ساز ہستی میں ایک عجیب ارتعاش پیدا کر دیا ہے۔ قادیان کے ۱۹۴۷ء کے سارے واقعات ایک فلمی تصویر کی مانند میری آنکھوں کے سامنے پھر گئے کیونکہ بورڈنگ تحریک جدید میں محصور ہونے والوں اور گندم ابال کر کھانے والوں میں سے میں بھی ایک تھا۔ قادیان کے بیرونی محلہ جات میں پہرہ دینے کی سعادت سے بھی میں نے حصہ لیا تھا۔ پھر قادیان سے ہجرت کرنے والے احمدیوں کے سب کنوائے (سوائے آخری کے) میری آنکھوں کے سامنے روانہ ہوئے۔ اور بالآخر میں بھی آخری سے پہلے یعنی ۱۱ نومبر ۴۷ء کو روانہ ہونے والے کنوائے کا ایک مسافر تھا۔

آپ نے تاریخ احمدیت اور دیگر اوراق پارینہ میں سے ان واقعات کو یہاں اکٹھا کر کے بدر کے قارئین کو اُس وقت کے نازک حالات کی ایک اجمالی تصویر دیکھنے کا بہت عمدہ موقع دیا ہے۔ بزرگوارم مکرم ملک صلاح الدین صاحب نے اپنے مضمون میں بعض ایسی تاریخی یادیں محفوظ کر دی ہیں جن کا علم اس وقت تک خاکسار کو صرف سماعی حد تک تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ کی اس کوشش کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔

اس سے قبل آپ کے بدر میں شائع ہونے والے سلسلہ وار مضامین جو میں بدر کا خریدار ہونے کی بدولت بڑی دلچسپی سے پڑھتا رہا ہوں۔ انہیں کتابی صورت میں شائع کر کے آپ نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔ میری مراد دیو بندی چالوں سے بچئے اور ایڈز قدرت کا ایک بھیانک انتقام ہے۔ اس کے لئے آپ دوہرے شکریہ کے مستحق ہیں۔

☆محترم شیخ مبارک احمد صاحب امریکہ سے تحریر فرماتے ہیں۔

اخبار بدر ملا اس میں آزادی ہند اور جماعت احمدیہ اور قریشی محمد فضل اللہ صاحب کا تحریر کردہ مدر ٹریسا کے بارے تفصیلی مضمون اور حکومت ہند اور پاکستان کا باہمی مقابلہ اور موازنہ ملاحظہ کیا اس پر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ماشاء اللہ بہت محنت سے آپ مضامین لکھتے اور لکھواتے اور اداریئے تحریر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

بقیہ: صفحہ 12

گدھوں و بیلوں سے چلنے والی گاڑیاں بھی کہیں کہیں دکھائیں دیں۔ شور شرابے میں گھری ہوئی ۵۰۔۵۰ فیصد مسلم و عیسائی لوگوں کی ملی جلی آبادی نے مجھ کو دہلی کی جامعہ مسجد اور اس کے گرد کی بستیوں کی یاد تازہ کروا دی اور پھر میں ایک بار ہندوستان لاشعوری طور پر پہنچ گیا۔ انہیں نظاروں میں کھویا ہوا تھا کہ گاڑی جھٹکے سے کنیسۃ البشارت کے بڑے دروازے کے سامنے رکی اور میرے خوالوں کا لامتناہی سلسلہ ٹوٹ گیا اور میں نے اپنے آپ کو ناصرہ کے اس مقدس مقام کے سامنے پایا جہاں حضرت مریم علیہ السلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تھی اور اس کا ذکر قرآن کریم میں اسطرح آتا ہے۔

اذ قالت الملئكة يا مريم ان الله يبشرك بكلمة منه اسمه المسيح عيسى ابن مريم و جيها فى الدنيا والآخرة (آل عمران)

چٹانی پتھروں کے ذریعہ بنی ہوئی وہ کٹیا کی طرح کا مکان ابھی بھی اسی حالت میں شیشہ سے گھیر کر رکھا ہوا ہے جس کو دیکھ کر میں نے یہ سوچا کہ کاش کہ یہ عیسائی اپنی ان اناجیل کو بھی اسی طرح ہو بہو رہنے دیتے جس طرح انہوں نے اپنی اس کٹیا مریم کو بغیر تحریف و تبدیل کے رکھا ہوا ہے۔ اس مکان کو بیچ میں لیتے ہوئے عیسائیوں نے اس کے چاروں طرف ایک بہت بڑا گرجا بنا دیا ہے۔ جس کی زیارت کیلئے مسلمان اور عبادت کیلئے عیسائی آتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کویلون (کیرالہ) میں
ایک روزہ تبلیغی و تعلیمی کیمپ

جماعت احمدیہ کیرالہ کے حلقہ جنوب کے تحت کالج کے طالب علموں کیلئے ایک روزہ تبلیغ کوچنگ کیمپ مورخہ ۹۷۔۱۲۔۲۵ کو کویلون میں منعقد کیا گیا۔ جس کا مقصد طالب علموں میں تبلیغی جوش و ولولے پیدا کرنا اور تبلیغی میدان میں زیر بحث آنے والے مسئلہ مسائل کے بارے میں سکھانا نیز روحانی زندگی کو اپناتے ہوئے اپنی نوجوانی کی عمر کو کس طرح مفید بنایا جاسکتا ہے کے بارے میں تفصیلی معلومات دینا تھا۔ جس میں جماعت احمدیہ ایلپی کرونا گپلی۔ کویلون۔ ماتھرا۔ کوٹھاراکرہ۔ ٹروانڈرم کے طالب علموں نے شرکت کی۔

(محمد نجیب خان مبلغ کویلون کیرالہ)

ولادت

مکرم وسیم احمد صاحب خورشید سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بھدرک کو اللہ تعالیٰ نے پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے نومولود مکرم مقصود احمد صاحب مرحوم بھدرک کا پوتا اور مکرم ابراہیم خان صاحب سورو کا نواسہ ہے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام "حلیم احمد خورشید" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود کی صحت و تندرستی نیک صالح اور قرۃ العین بننے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(مظفر احمد ناصر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان)

☆انیس احمد خان مبلغ سلسلہ تھراج (مالوہ پنجاب) کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ۹۸۔۱۔۱۷ کو بیٹے سے نوازا ہے۔ جو مکرم بابو خان صاحب ساکن ننگلہ گھنو کا پوتا اور مکرم اختر احمد صاحب پردھان امیٹہ کا نواسہ ہے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام "احسن احمد خان" تجویز فرمایا ہے زچہ بچہ کی صحت و تندرستی نومولود کے نیک صالح اور قرۃ العین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(رفیق احمد عاجز معلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

درخواست دُعا

☆خاکسار کی اہلیہ کو بلڈ پریشر کمزوری و دیگر عوارض لاحق ہیں بیماری کے اثرات دماغ پر پڑ رہے ہیں کامل شفایابی کیلئے تمام احباب سے نہایت ہی عاجزانہ و دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ (پی محمد کٹی پلی پورم کیرالہ)

بقیہ: ہومیو پیتھی

احساس، گلے میں سرسراہٹ کے ساتھ کھانسی اٹھتی ہے۔

سپونجیا میں شدید بھوک پیاس کی علامت پائی جاتی ہے، مونہہ کا ذائقہ کڑوا رہتا ہے۔ عورتوں میں حیض سے قبل کمر میں درد، شدید بھوک اور دل کی دھڑکن میں اضافہ ہوتا ہے۔ دوران حیض مریضہ رات کو دم گھٹنے کی وجہ سے اٹھ جاتی ہے۔ حیض کے خون کی مقدار کم ہوتی ہے۔ مسلسل کھانسی جو دمہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

سپونجیا کے مریض کی علامتیں سیڑھیاں چڑھنے سے کھلی ہوا میں اور آدھی رات سے قبل بڑھ جاتی ہیں۔ سر نیچا کر کے لیٹنے سے نیز سیڑھیاں اترتے ہوئے کمی ہو جاتی ہے۔

اخبار بدر میں اشتہارات دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (منیجر)

طالب دُعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002 ☎ 6707555

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR &

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

بقیہ: صفحہ ۹

"لہٰذا تمام سنی بھائیوں سے میری گزارش ہے کہ ان فسادی مولویوں گندم نما جو فروش اور دین کے رہزنوں کی کتابوں کو ہرگز نہ خریدیں۔ نہ ان کے اجتماعات میں جائیں نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں نہ ان کے مدارس کو چندہ و چرمہ دیں اور نہ ان کے فولڈرس پر توجہ دیں"۔ صفحہ ۸

۔ پر امن ماحول میں تبادلہ خیالات ہونا چاہئے۔ ابھی آپ نے دیکھا کہ یہ لوگ اپنے فولڈروں میں کس قدر گندی زبان استعمال کرتے ہیں۔ پھر اسی فولڈر میں اپنے حریف سے التماس کرتے ہیں کہ جن فولڈروں اور اشتہارات سے عوام کے جذبات مجروح ہوں ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں دیوبندی عالم تحریر کرتے ہیں

"لہٰذا عوام سے گزارش کرتے ہیں کہ ان کے اشتہارات واعتراضات سے غلط فہمی کا شکار نہ ہوں اور علماء حق سے رجوع کر کے حقیقت حال معلوم کریں اور اہل بدعت سے بچ کر رہیں"۔ صفحہ ۶۔

اسی طرح بریلوی عالم گزارش کرتے ہیں" خانصاحب سے بھی میری گزارش ہے کہ آپ کے اکابر کی خدمات کے طفیل امت مختلف خانوں میں بٹ چکی ہے۔ لہٰذا اب اپنی زہر آلود تحریروں سے قوم میں مزید انتشار پیدا نہ کریں۔ اور سستی شہرت و ناموری کیلئے ناموس رسول کے محافظین پر کیچڑ اچھالنے کا سلسلہ بند کر دیں اور عاشقان مصطفیٰ و شیدائی رسول علیہ السلام کو بدعتی کہہ کر غضب خداوندی کو دعوت نہ دیں بلکہ اپنی عاقبت کی فکر کریں۔ صفحہ ۸۔

کاش یہ لوگ رسول کریم ﷺ کی اس حدیث پر عمل کرتے کہ ایک مسلمان اپنے بھائی کیلئے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے تو عوام میں اشتعال نہ پیدا ہوتا اور مسجدوں میں سجدہ ریز انسانوں کی جانیں نہ جاتیں اور سجدہ گاہ خون سے نہ رنگے جاتے اور نہ مسجدیں مسمار ہوتیں مسلمانوں کی آپسی کسمپرسی اور آپسی بغاوت کے اوپر روشنی ڈالتے ہوئے ایک غیر مسلم یوں تاسف کا اظہار کر رہے ہیں۔

"اسلامی ممالک میں اقلیتوں کی حالت قابل رحم" کے عنوان سے

"یہ مسلمہ امر ہے کہ اقلیتوں کی حالت اسلامی ممالک میں قابل رحم ہے۔ ان ممالک میں اقلیتوں سے مراد صرف غیر مسلم نہیں بلکہ مسلمان بھی ہیں۔ جیسے پاکستان میں شیعہ اور احمدی ہیں۔ ماضی میں اور حال میں جو وحشتناک اور کلیجہ منہ کو آنے والے ظلمناک واقعات ہو رہے ہیں ان سے دنیا بخوبی واقف ہے۔ بعینہ اسی طرح ایران میں اہل سنت اقلیت ہیں جہاں شیعوں کی اکثریت ہونے کی وجہ سے سنیوں کو ظلم کی چکی میں پیس رہے ہیں۔ حال ہی میں یہاں سنیوں کی ایک مسجد گرادی گئی ہے۔ جسے ایک ہندوستانی مسلمان شیخ فیض احمد نے وقف کیا تھا اور حال ہی میں توسیع کی گئی۔ اس مسجد کا اکثر حصہ غیر مجوزہ طور پر قبضہ کئے جانے کے الزام میں حکومت نے اچانک بولڈوزر کے ذریعہ صاف کر کے پارک میں تبدیل کر دیا۔ مقامی احباب کے روکنے کی کوشش کرنے پر پولیس نے فائرنگ کی جس کی بناء پر گیارہ آدمی برسر موقع ہلاک ہوئے۔

اسلامی ممالک میں اس قسم کے واقعات فتویٰ بازی تنازعات فرقوں میں ہونا ایک معمول ہے کوئی بھی اسلامی ادارہ لیڈر اس طرف توجہ نہیں دیتا اور انسانی حقوق کی پامالی یاد نہیں آتی۔ جبکہ اس کے بالکل برعکس غیر اسلامی ممالک میں اس قسم کا چھوٹا سا واقعہ بھی اگر ہو تو عالمگیر طور پر انسانی حقوق کی پامالی ہونے کا شور مچاتے ہیں جس سے صاف عیاں ہے کہ اسلامی ممالک کیلئے الگ طور و طریقہ ہیں اور غیر اسلامی ممالک کیلئے الگ ہیں۔"

Telugu Weekly JAGRUTI)
June12.6.94 P-2

بقیہ: صفحہ 13

پابندی کیا کرتے تھے۔ جمعہ میں اجلاسات میں' عیدین میں' تدفین کے مواقع پر اور شادی بیاہ کی تقاریب میں مقررہ وقت سے بہت پہلے پہنچ جایا کرتے تھے اور کہتے کہ میں وقت سے پہلے اس لئے پہنچ جاتا ہوں کہ احباب جماعت سے ملاقات کا موقع ملتا ہے۔

تقریباً چھ سات سال کے طویل عرصہ سے میرے والد صاحب سیدھی جانب کے گال میں نسوں کی شدید تکلیف میں مبتلا تھے جسے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا۔ سالہا سال سے ہمیشہ Pain Killer دوائی استعمال کرتے چلے آ رہے تھے اور دن بدن بے انتہا کمزور ہوتے چلے جا رہے تھے۔ وفات سے ایک ڈیڑھ ماہ قبل معلوم ہوا کہ بلیڈر میں دو طرف پتھری ہے جس کی وجہ سے پیشاب رک رہا ہے سانس لینے میں دقت ہونے کی وجہ سے بعد میں اسپتال میں داخل کروایا گیا۔ چیک اپ سے معلوم ہوا کہ دل کی حرکت عام آدمی سے ایک چوتھائی ہے اور پھیپھڑے بھی کمزور ہو چکے ہیں جس کی وجہ پتھری نکالنے کیلئے آپریشن قطعی نہیں کر سکتے۔ بہر حال اس فانی دنیا کو وداع کہتے ہوئے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہونے کا وقت قریب تھا اس لئے جیسے جیسے علاج ہوتا گیا پیچیدگیاں بڑھتی گئیں۔ لیکن یہ بھی میرے مالک دو جہاں کا والد محترم پر عظیم الشان فضل و کرم رہا کہ وفات کے دن صبح چار بجے وقت اور تاریخ دریافت کی اور گھر لے چلنے کی تاکید کی اس کے بعد کہنے لگے کہ اب میں نماز پڑھتا ہوں تو بس ہر پانچ پانچ منٹ کے وقفہ سے جب تک کہ جسم میں حرکت کی طاقت رہی نماز پڑھتے چلے گئے اور قریباً دن کے گیارہ بجے عبادت الٰہی کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے اس

شعر۔

سجدہ کناں ہوں در پہ تیرے اے میرے خدا
اٹھوں گا جب اٹھائے گی یاں سے قضا مجھے

بیشک میرے پیارے پپا اپنی ذات میں بے شمار اوصاف حمیدہ کے حامل اور فرشتہ صفت انسان تھے۔ لڑکیوں سے رشک کی حد تک بے انتہا پیار کرتے اور ان کی ہر ضرورت کا وقت سے پہلے خود ہی خیال رکھتے تھے۔ میری زندگی کا ایک ایک لمحہ اپنے پیارے پپا کے ساتھ گذرا اور آج وہی بیتا ہوا ایک ایک پل نگاہوں کے سامنے ہے اور دل و دماغ پر ایسی بے قراری و بے کلی کی سی کیفیت طاری ہے جسے الفاظ کا جامہ پہنانا ناممکن ہے لیکن زندگی اور موت مالک دو جہاں کے ہاتھ ہے اپنی امانت کو واپس لینے والا بھی وہی ہے اور ہمیں صبر و استقلال کیلئے ہمت و طاقت دینے والا بھی وہی قادر خدا ہے۔

میرے والد صاحب کی وفات کے بعد حضور کی خدمت میں بغرض دُعا خط لکھا گیا۔ جس کے جواب میں حضور نے فرمایا "محترم بشیر الدین الہٰ الدین صاحب کی وفات کا بہت افسوس ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر کا عمدہ نمونہ دکھانے کی توفیق دے۔ میری طرف سے دلی تعزیت کا دعاؤں بھرا پیغام اور سلام۔ خدا تعالیٰ سب کو اپنی امان اور حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

آخر میں معزز قارئین بدر سے ادباً التماس ہے کہ میرے پیارے پپا کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے مغفرت کا سلوک فرمائے اپنا اپنے رسول کا اور مسیح کا قرب عطا فرمائے جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق دے اور انجام بخیر کرے۔ آمین۔ ثم آمین۔

دعائے مغفرت

● نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کالیکٹ (کیرلہ) کے نائب امیر اور کیرلہ صوبائی امارت کے جنرل سیکرٹری جناب ایم محی الدین کویا صاحب مورخہ ۲۳ر نومبر ۹۷ صبح ساڑھے سات بجے کالیکٹ میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۱ سال تھی۔ آپ جماعت کے مختلف عہدوں میں فائز ہو کر نہایت قابل قدر خدمات بجالاتے رہے تھے۔ آپ کی وفات نے جماعت میں بہت بڑا خلا پیدا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس خلاء کو پر کر دے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ (محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

● افسوس کہ مکرم طاہر احمد صاحب یوسف آف تڑگو ضلع ورنگل مورخہ ۹۷-۱۲-۲۲ بروز سوموار گردوں کی تکلیف سے بعمر ساٹھ سال انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بیس سال قبل احمدیت میں داخل ہوئے تھے مخالفت اور تکلیفوں کے باوجود ثابت قدم رہے تبلیغ کے بہت شوقین تھے دینی کاموں میں دلچسپی سے حصہ لیا کرتے تھے ان کے ذریعہ سینکڑوں لوگ جماعت میں داخل ہوئے۔ احباب سے درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے (سید رسول نیاز نائب نگران اعلیٰ آندھرا)

۱۸ر دسمبر کو خاکسار مع اہلیہ ہاجرہ بیگم و افراد خاندان کے ہمراہ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کیلئے آئے۔ اگلے روز بروز جمعۃ المبارک رات ۹ بجے اچانک میری اہلیہ کو ہارٹ اٹیک ہوا فوری طور پر احمدیہ ہسپتال پہنچایا گیا لیکن راستہ میں ہی وہ وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ موصیہ تھیں کارپرداز نظارت بہشتی مقبرہ ربوہ سے وصیت کا کلیرنس سرٹیفکیٹ ملنے پر اور حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ازراہ شفقت اجازت ملنے پر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے ۷ بیٹے ۲ بیٹیاں ۲۴ پوتے و پوتیاں و نواسے و نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

مرحومہ اپنی اولاد سے بے پناہ محبت کرنے والی احمدیت کی شیدائی صوم و صلوٰۃ کی پابند صدقہ و خیرات میں پیش پیش تھیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میری اہلیہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ اعانت بدر ۵۰۰ روپے۔

(عبد الستار ناصر سابق درویش و سابق معلم وقف جدید محلہ دار نصر غربی ربوہ پاکستان)

درخواست دُعا

☆ عزیزم شیخ علاؤالدین صاحب (کیندرہ پاڑہ) کا بیٹا اکثر بیمار رہتا ہے نومولود دو ماہ کا ہے قارئین بدر سے شفائے کاملہ عاجلہ کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ۵۰) روپے۔ (شیخ ہارون رشید مبلغ سلسلہ کیرنگ)

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves,
Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

01872- 20757

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 47 THURSDAY, Feb 19th 1998 ISSUE NO. 8

ہومیو پیتھی طریق علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیوپیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر 59)

سپائی جیلیا

SPIGELIA

(Pink Root)

سپائی جیلیا اعصاب کی دوا کہلاتی ہے لیکن بنیادی طور پر یہ وجع المفاصل کی دوا ہے۔ ایسے مریض جو جوڑوں کے درد میں مبتلا ہوں ان کے اعصاب بھی اس بیماری سے متاثر ہو کر بہت زود حس ہو جاتے ہیں۔ وہ دردیں جن کی بنیاد وجع المفاصل میں ہو لیکن بظاہر اعصابی تکلیف معلوم ہوتی ہو ان میں سپائی جیلیا بہت مفید دوا ہے۔ دل کی بیماریوں سے بھی اس کا تعلق ہے، دل کے پردوں کی سوزش اور دل کی تیز دھڑکن میں بہت کام آتی ہے۔ چہرے کے دائیں طرف کی اعصابی دردوں میں چوٹی کی دوا ہے۔ اس کے بارے میں اکثر ہومیوپیتھک معالجین کا کہنا ہے کہ گردن سے لے کر چہرے تک کے تمام اعصابی دردوں میں جو سردی کی وجہ سے ہوں سپائی جیلیا بہت مفید دوا ہے۔ بعض دفعہ گردن اور کندھے کے جوڑوں میں درد مستقل صورت میں ٹھہر جاتا ہے۔ گرم ٹکور کرنے سے آرام آئے تو سپائی جیلیا بہت مفید ہے۔ سپائی جیلیا کی تکلیفیں سردی سے بڑھتی ہیں لیکن درد میں جلن پائی جاتی ہے جیسے آگ لگی ہو اور درد کے کوندے شعلوں کی طرح لپکتے ہیں یا ایسے لگتا ہے کہ گرم تاروں سے ماؤف جگہ کو جکڑ دیا گیا ہے اور اعصاب کے کناروں پر بھی گرمی کا شدید احساس ہوتا ہے۔ ایسی کیفیت میں سپائی جیلیا کو بھولنا نہیں چاہئے۔ ایسے مریضوں کو ایلوپیتھک ڈاکٹر ٹیکا لگا دیتے ہیں جس سے یہ تکلیف کم ہونے کی بجائے مستقل شکل اختیار کر لیتی ہے۔

سپائی جیلیا میں آنکھوں کا درد بھی اعصاب سے تعلق رکھتا ہے اور درد کی لہریں آنکھ کے اعصاب میں دوڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ اچانک سردی لگ جائے تو آنکھ میں درد شروع ہو جاتا ہے۔ سردی کے موسم میں بعض مریضوں کے سینے میں اعصابی دردیں ہونے لگتی ہیں اور شبہ پڑتا ہے کہ دل کی تکلیف ہے۔ عین سینے میں سخت درد ہوتا ہے لیکن یہ صرف اعصابی دردیں ہیں جو ٹھنڈ لگنے کے نتیجہ میں ہوتی ہیں اس میں سپائی جیلیا مفید ہے۔

سپائی جیلیا کے دردوں کی ایک خاص پہچان یہ ہے کہ یہ جسم میں دوڑتی پھرتی ہیں۔ چوٹ لگنے یا انفکشن وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی دردیں جامد ہوتی ہیں۔ اعصاب کو سردی لگنے کی وجہ سے پیدا ہونے والی دردیں ادھر ادھر حرکت کرتی رہتی ہیں۔ سپائی جیلیا اس لئے بہت اہم دوا ہے کہ یہ دل کی بیماریوں کے لئے بھی اچھی ہے۔ درد سردی کی وجہ سے ہو یا دل میں تکلیف کی وجہ سے دونوں صورتوں میں یہ فائدہ دے گی۔ پیری کارڈائٹس اور اینڈوکارڈائٹس دونوں میں سپائی جیلیا بہت مفید ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے پیری کارڈائٹس دل کے اردگرد کی جھلیوں میں سوزش ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے بخار اور سینے میں درد ہوتا ہے۔ اینڈو کارڈائٹس دل کی جھلی اور والو کی سوزش جو عموماً بکٹیریا کے انفکشن کی وجہ سے ہوتا ہے، سانس لینے میں دقت ہوتی ہے، بخار ہو جاتا ہے۔ دل کا فعل درست نہیں رہتا۔

سپائی جیلیا کی دماغی علامات میں کمزور یاد داشت، ہر چیز سے بے رغبتی، بے چینی اور پریشانی نمایاں ہوتی ہے۔ اچانک اٹھ کر کھڑا ہونے پر چکر آتے ہیں غالباً بلڈ پریشر کم یا زیادہ ہو جاتا ہے یا بعض دفعہ توازن برقرار نہیں رہتا۔ کان کی تکلیف سے بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ سخت درد اور غنودگی کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ سر اونچا کر کے لیٹنے سے آرام محسوس ہوتا ہے۔ اگر سامنے کی طرف جھکے تو تکلیف بڑھتی ہے۔

سپائی جیلیا میں دردیں دائیں اور بائیں دونوں طرف ہوتی ہیں لیکن عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ سپائی جیلیا بائیں طرف کی دوا ہے اور سینگونیریا دائیں طرف کی۔ سپائی جیلیا میں یہ بات درست نہیں ہے۔ جو درد گدی سے شروع ہوتا ہے وہ کبھی دائیں طرف اپنا مقام بناتا ہے اور کبھی بائیں طرف اور اس میں دھڑکن ہوتی ہے اور درد کی لہریں دوڑتی پھرتی ہیں۔ یہ درد ماتھے پر آکر کبھی دائیں اور کبھی بائیں آنکھ میں ٹھہر جاتی ہے۔ درد کے ساتھ یہ احساس ہوتا ہے کہ سر پر کپڑا کس کر باندھا ہوا ہے۔ بعض دفعہ درد کی شدت سے مریض ٹھنڈا ہو جاتا ہے پسینے چھوٹ جاتے ہیں اور الٹیاں آنے لگتی ہیں ایسے مریض کو فوراً گرم لحاف اوڑھ کر قہوہ وغیرہ پلانا چاہئے۔ سپائی جیلیا ایسی حالت میں کام آنے والی دوا ہے۔

بعض لوگ درد کو بہت شدت سے محسوس کرتے ہیں، پلٹینا بہت زود حس مریضوں کی دوا ہے۔ اسی طرح ہیپرسلف بھی بہت حساس لوگوں کی دوا ہے جو درد کی شدت سے بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کیموملا، آگزیلک ایسڈ بھی حساس مریضوں کی دوائیں ہیں۔ آگزیلک ایسڈ کا درد بھی بہت سخت ہوتا ہے خصوصاً پیٹ کے درد میں شدید تکلیف ہوتی ہے اور مریض بھی بہت حساس ہوتا ہے۔ کیموملا کا مریض جب درد کی شدت محسوس کرتا ہے تو شدید غصہ میں آ جاتا ہے اور ہر ایک پر اس کا عذاب ٹوٹتا ہے اگر وہ نرم پڑ جائے اور رونے کی طرف مائل ہو تو پلسٹیلا دینی چاہئے۔

سپائی جیلیا میں دردیں سوزش اور چوٹ وغیرہ کی وجہ سے نہیں ہوتیں بلکہ اعصاب کے اندر تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ یہ درد اتنا شدید ہوتا ہے کہ درد کی لکیریں بیرونی جلد پر سرخی کی صورت میں دکھائی دینے لگتی ہیں غالباً خون کا دوران زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ سپائی جیلیا کی خاص علامت ہے۔ سرخی لکیروں کی صورت میں صرف ماؤف جگہ پر ہی ابھرتی ہے۔

آرسنک کے درد میں بھی جلن ہوتی ہے لیکن سر کی علامتوں کو گرمی سے نہیں بلکہ ٹھنڈے پانی سے دھونے سے آرام آتا ہے یہی علامت فاسفورس میں بھی ہے کہ سر اور معدہ کی تکلیفوں میں ٹھنڈے پانی سے آرام آتا ہے اور باقی جگہ گرمی سے۔

سپائی جیلیا میں آنکھیں بہت بڑی محسوس ہوتی ہیں، نظر ایک جگہ ٹھہرتی نہیں اور بعض دفعہ ایک چیز اپنی اصل جگہ سے ہٹی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ آنکھوں میں درد کے ساتھ سخت دباؤ محسوس ہوتا ہے، آنکھ کا ڈیلا ہلائیں تو درد بڑھ جاتا ہے اس میں سرخی نہیں ہوتی صاف ستھری آنکھ میں درد ہو تو پتہ چلتا ہے کہ اعصاب متاثر ہوئے ہیں، آنکھ ہلانے سے بھی سر چکرانے لگتا ہے۔ سپائی جیلیا میں بائیں آنکھ میں اعصابی درد آکر اپنا مقام بنا لیتا ہے اس وجہ سے کئی ہومیوپیتھک معالجین اسے بائیں طرف درد کی دوا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ درد صرف آنکھ کے اعصاب سے تعلق رکھتا ہے اس مرض میں لاک فیل جو بلی کے دودھ سے تیار کی جاتی ہے زیادہ مفید دوا ہے۔

سپائی جیلیا میں آنکھیں روشنی سے زود حس ہوتی ہیں، آنکھوں سے پانی بہتا ہے۔ چہرے کا اعصابی درد رخساروں کی ہڈیوں، آنکھوں، آنتوں اور کنپٹیوں تک پھیل جاتا ہے جھکنے سے تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے۔

سپائی جیلیا کے مریضوں میں خون کی کمی ہوتی ہے اور وہ سخت کمزوری محسوس کرتے ہیں، چبھنے والے درد جن میں لمس ناقابل برداشت ہوتا ہے۔

سپائی جیلیا انتڑیوں کے کیڑوں کے لئے بھی مفید دوا ہے۔

سپونجیا ٹوسٹا

SPONGIA TOSTA

(Roasted Sponge)

اسفنج سمندر میں پائی جانے والی زندگی کی ایک قسم ہے جسے آبی جانوروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ عام طور پر یہ چٹانوں اور پتھروں سے چپکے رہتے ہیں، زیادہ حرکت نہیں کرتے۔ اگر ان کا کوئی حصہ ٹوٹ جائے یا کٹ کر الگ ہو جائے تو وہ کسی پتھریلی سطح پر پناہ لے کر بہت تیزی سے بڑھنے لگتا ہے۔ مرنے کے بعد انکے جسم سطح سمندر پر تیرنے لگتے ہیں۔ کچھ لوگ انہیں اکٹھا کر کے فروخت کرتے ہیں اور یہی ان کا ذریعہ معاش ہے۔ اسفنج میں یہ خوبی ہے کہ اس کو دبایا جائے تو سب پانی نکل جاتا ہے اور پھر خود بخود اپنی اصل حالت میں واپس آ جاتا ہے۔ اس کی یہ خاصیت ہمیشہ قائم رہتی ہے سو سال بھی پڑا رہے تو اسفنج ہی رہے گا۔ اسے بہت سی گھریلو ضروریات میں استعمال کیا جاتا ہے اس کے علاوہ اسے جلا کر کئی دوائیوں میں بھی شامل کیا گیا ہے۔ ہومیو پیتھی طریق علاج میں اسے بھون کر الکحل میں ملا کر دوا تیار کی جاتی ہے جو بہت سی بیماریوں میں مفید ثابت ہوئی ہے۔ اس کا زیادہ تعلق دموی کھانسیوں اور دل کی تکالیف سے ہے۔ دل کمزور اور پلپلا سا ہو جائے اس میں پوری جان نہ رہے اعصاب ڈھیلے پڑ جائیں تو اس کے نتیجہ میں کھانسی اٹھتی ہے اور دمہ بھی ہو جاتا ہے اس کو Cardioc cough کہتے ہیں۔ اس میں سپونجیا چوٹی کی دوا ہے۔ اس کھانسی کی ایک خاص پہچان ہے کہ کھس کھس کی آوازیں آتی ہیں جیسے آرا چل رہا ہو۔ دمہ کی کھانسیوں میں گلے سے آوازیں آتی ہیں لیکن ضروری نہیں کہ وہ سپونجیا کا ہی کیس ہو۔ سپونجیا کی یہ خاصیت ہے کہ سانس لیتے ہوئے بھی مستقل آرا چلنے کی آواز آتی ہے اگر یہ پہچان نہ بھی ہو تو دل کی کمزوری سے کھانسی کے تعلق کو یاد رکھنا چاہئے۔ ایسی کھانسی میں اکثر دوائیں اثر نہیں کرتیں وہ سپونجیا سے ہی ٹھیک ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ دل کی کمزوری سے تعلق رکھنے والے دمہ میں بھی سپونجیا بہت مفید ہے۔ دمہ کے ساتھ خوف بھی پایا جائے اور سانس اکھڑے اکھڑے ہوں دل کے مقام پر کپکپاہٹ محسوس ہو دوسری دمہ کی دوائیں کام نہ کر رہی ہوں تو سپونجیا کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

سپونجیا کی ایکونائٹ سے بھی مشابہت پائی جاتی ہے۔ ایکونائٹ میں بہت خوف ہوتا ہے سپونجیا میں بھی خوف کا عنصر ہے خصوصاً دل کے مریض کا اس خوف سے تعلق ہے۔ رات کو آنکھ کھلے تو اسے پتہ نہیں چلتا کہ وہ کہاں ہے۔ دروازہ اور کھڑکی کہاں ہے۔ یہ کیفیت روزمرہ اپنے گھر میں رہتے ہوئے بھی ہو جاتی ہے جو مرض کی نشاندہی کرتی ہے اور یہ دماغی انتشار سپونجیا میں نمایاں ہے اس کے علاوہ بعض اور دواؤں میں بھی یہ علامت پائی جاتی ہے۔ جہاں تک گھبراہٹ اور جھٹکے سے آنکھ کھلنا ہے وہ گرائینڈیلیا اور آرسنک میں بھی بہت نمایاں ہے لیکن یہ احساس کہ نہ معلوم میں کہاں ہوں۔ فاسفورس، لیکسز، کاربوویج، لائیکوپوڈیم اور ایسکولس میں پایا جاتا ہے۔ ایسکولس کی یہ پہچان ہے کہ جب صبح کے وقت مریض اٹھے تو وہ تازہ دم نہیں ہوتا بلکہ ذہنی انتشار کے ساتھ دن کا آغاز کرتا ہے۔ بات پوری طرح سمجھتا نہیں جوں جوں دن گزرتا ہے اس کا دماغ صاف ہوتا جاتا ہے۔ یہ کیفیت اور کسی دوا میں نہیں پائی جاتی لیکن سپونجیا کا مریض رات کے کسی حصہ میں اٹھے تو اس وقت بھی اس دماغی انتشار کا شکار ہوگا۔ یہ علامت اسے دوسری ایسی دواؤں سے ممتاز کر دیتی ہے۔

ایکونائٹ سے سپونجیا کی مشابہت صرف خوف کی حد تک ہے ورنہ یہ بہت گہرا اور لمبا اثر رکھنے والی دوا ہے ایکونائٹ کی طرح عارضی اور سرسری اثر نہیں رکھتی۔ اگر دل آہستہ آہستہ کام کرنا چھوڑنے لگے یا اپنے اصل سائز سے بڑا ہو جائے تو سپونجیا مفید ہے۔ عام طور پر ڈاکٹروں کی رائے میں دل پھیل جائے تو واپس اپنی اصل حالت میں نہیں لوٹتا۔ ہومیو پیتھک میں صحیح دوا دی جائے تو چھ مہینے، سال میں دل کا سائز خود بخود نارمل ہونے لگتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اعصاب جو پھیل جائیں اور ان میں سکڑنے کی طاقت نہ رہے اگر ان میں جان پیدا کرنے کے لئے دوا دی جائے تو آہستہ آہستہ واپسی شروع ہو جاتی ہے اور اصل حالت لوٹ آتی ہے۔ اس قسم کی تکلیف کے لئے سپونجیا ایک اچھی دوا ہے۔ رسٹاکس بھی بہت مفید ہے خصوصیت سے ایسے کھلاڑیوں کے لئے اور کوہ پیمائی کرنے والوں کے لئے چوٹی کی دوا ہے جن کو جوانی میں محسوس نہیں ہوا کہ ان کے دل پر غیر معمولی بوجھ پڑا ہے جس کی وجہ سے دل پر باقی رہ جانے والے اثرات رہ گئے ہیں۔ مستقل طور پر سیڑھیاں چڑھتے اور اونچائی پر جاتے ہوئے سانس اکھڑ جاتا ہے۔

سپونجیا میں عموماً رفتہ رفتہ بڑھنے والی بیماری ہے لیکن بعض اوقات یکدم بیماری شروع ہو جاتی ہے اور خوف بھی حملہ کرتا ہے یہ ایکونائٹ کی علامت ہے اگر مریض توانا اور مضبوط دل والا پرخون انسان ہے تو پھر ایکونائٹ دینی چاہئے اگر وہ کمزور اور دل کا پرانا مریض ہو تو سپونجیا دینی چاہئے اس کے علاوہ کریٹیگس اور لاروسیراسس دل کے لئے اچھی دوائیں ہیں۔ لاروسیراسس بھی ایکونائٹ کی طرح دل کے لئے اچھا ٹانک ہے اور سپونجیا کی بعض علامتیں بھی اس میں پائی جاتی ہیں۔ کریٹیگس کو بھی دل کی طاقت کے لئے مستقل طور پر دیا جا سکتا ہے اس کا آج تک کوئی نقصان سامنے نہیں آیا۔ پچاس (۵۰) سال بھی مسلسل استعمال کریں تو کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ لمبا عرصہ کھلانے سے آہستہ آہستہ شریانوں کی موٹائی اور سختی کو کم کر دیتی ہے حالانکہ اگر یہ شریانیں ایک دفعہ سخت ہو جائیں تو دوبارہ نرم نہیں ہوتیں لیکن کریٹیگس ان میں لچک پیدا کر دیتی ہے۔ کالمیا، ناجا اور سیپیا بھی دل کے لئے مفید دوائیں ہیں۔

سپونجیا گرم مزاج دوا ہے۔ مریض کو گرمی زیادہ لگتی ہے کھلی ہوا کو پسند کرتا ہے۔ گرم کمرے اور حرارت میں مریض کو تکلیف [illegible] ہے۔ علامات چھونے اور دبانے سے بڑھ جاتی ہیں۔ حرکت کرنے، چلنے اور جھکنے سے بھی تکلیفوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ سردی کے موسم میں تکلیفوں میں کمی ہوتی ہے لیکن ٹھنڈی ہوا سے کھانسی میں اضافہ ہوتا ہے۔

سپونجیا گلهڑ یعنی تھائی رائیڈ گلینڈ کے بڑھنے میں مفید ہے۔ سپونجیا کی گٹھلیاں پتھر کی طرح سخت نہیں ہوتیں بلکہ سپنج کے مزاج کی طرح نرم نرم انگلی سے دبنے والی ہوتی ہیں۔ کلکیریا فلور کی گٹھلی پتھر کی طرح سخت ہوتی ہے یعنی یہ دوائیں اپنے مزاج کا اثر اپنی بیماریوں میں ظاہر کرتی ہیں۔ سپونجیا میں رحم کے غدود بھی بڑھ جاتے ہیں۔

جن بچوں کے غدود پھیل جائیں اور جسم لٹکا ہوا ڈھیلا ڈھالا ہو ان کے لئے بھی سپونجیا بہت مفید دوا ہے۔ بعض لوگوں کی ٹھوڑی دہری ہو جاتی ہے اور نرم نرم گوشت لٹکنے لگتا ہے، سپونجیا [illegible] میں کہا جاتا ہے کہ یہ اس کے لئے مفید ہے۔

سپونجیا کی ایک دلچسپ علامت یہ ہے کہ میٹھا کھانے سے گلا خراب ہو جاتا ہے ۳۰ کی طاقت میں سپونجیا فائدہ دیتی ہے۔ اس دوران میٹھی چیزوں سے پرہیز کریں چند دنوں کے بعد میٹھا کھا کر دیکھنا چاہئے کہ فرق پڑا ہے یا نہیں۔ اگر فرق نہ پڑے تو پھر ۲۰۰ طاقت میں استعمال کرنا چاہئے۔ سپونجیا میں مریض رات کو بہت بے چین رہتا ہے پرسکون نیند نہیں آتی، سوتے ہوئے جھٹکے لگتے ہیں، نیند میں تکلیفیں بڑھ جاتی ہیں اور دن میں نیند نہیں آتی۔

سپونجیا دل کی جھلیوں کی سوزش اور دل میں انفکشن کے لئے بہت مفید دوا ہے۔ اس کے علاوہ ابراٹینم، سیپیا، ناجا اور کالمیا بھی دل کی بیماریوں میں کام آتی ہیں۔ کالمیا کی ایک خاص علامت ہے جو اسے دل کی دوسری دواؤں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ کہ دل کے درد اور تکلیف کا احساس دائیں طرف ہوتا ہے اور دائیں کروٹ سونے سے تکلیف ہوتی ہے عموماً دل کا مریض بائیں کروٹ پر سو نہیں سکتا اور دل کی تکلیف اور دردوں کا احساس بائیں طرف ہوتا ہے۔ کالمیا پھیلے ہوئے دل کی بھی اچھی دوا ہے۔ سپونجیا میں دل کی دھڑکن تیز ہوتی ہے، مریض رات کو دل میں درد اور سانس میں تنگی کے احساس سے خوفزدہ ہو کر اٹھ جاتا ہے۔ مریض کا چہرہ تمتما جاتا ہے اور وہ سخت بے چین ہوتا ہے دل سے درد کی لہریں اٹھتی ہیں۔ ایکونائٹ کی طرح موت کا خوف محسوس ہوتا ہے۔

سپونجیا کا مریض معمولی سی جسمانی محنت سے تھک جاتا ہے۔ سر کی طرف دوران خون ہوتا ہے اور شدید سر درد، آنکھوں سے لیسدار رطوبت نکلتی ہے، خشک نزلہ جس میں ناک بند رہتا ہے، مونہہ میں آبلے بنتے ہیں، حلق میں چبھن اور خشکی دکھن اور درد کا

(باقی صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

ڈیزائننگ وکمپوزنگ: کرشن احمد۔ مصباح الدین قادیان